ولقد نصركم الله ببدر وانتم اذلة

ہفت روزہ
بدر قادیان

جلد ۱۲ — شمارہ ۲۳

ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری
نائب فیض احمد گجراتی

The Weekly Badr
Qadian

شرح چندہ
سالانہ ... ۷/-
ششماہی ... ۴/-
ممالک غیر ... ۸/-

۷ رنبوت ۱۳۴۲ ہش | ۱۹ رجمادی الثانی ۱۳۸۳ھ | ۷ رنومبر ۱۹۶۳ء

اخبار احمدیہ

قادیان - ۵ رنومبر - سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل ۳ رنومبر میں شائع شدہ ڈاکٹری رپورٹ مندرجہ ذیل ہے کہ:

"ربوہ - ۲ رنومبر بوقت ۹ بجے صبح - کل بارہ بجے تک حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی رہی بارہ بجے ایک دفعہ اسہال ہوا اور اس کے بعد شدید بے چینی کی تکلیف شروع ہوگئی جو شام تک رہی نیز بارہ بجے کے بعد تین مرتبہ اسہال بھی ہوئے - رات نیند آگئی - اس وقت طبیعت اچھی ہے۔"

احباب کرام خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولا کریم اپنے فضل اور رحمت سے حضور انور کو صحت کاملہ عاجلہ بخشے - اور کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے - آمین

قادیان - ۷ رنومبر - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سیح ابل دعیال پاسپورٹ پر ربوہ تشریف لے گئے ہوئے ہیں - ۱۰ رنومبر تک واپسی متوقع ہے - اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں حافظ و ناصر رہے

امریکہ کی احمدی جماعتوں کی سولہویں سالانہ کنونشن

اٹھارہ جماعتوں سے دو صد نمائندگان کی شرکت

تبلیغی و تربیتی موضوعات پر اہم تقاریر - تبلیغ اسلام کو وسیع سے وسیع تر کرنے کا پروگرام

از مکرم سید جواد علی صاحب مبلغ واشنگٹن امریکہ

امسال جماعت احمدیہ امریکہ کا سولہواں سالانہ جلسہ کلیولینڈ (اوہایو) میں منعقد ہوا - جلسے کے انعقاد کی تاریخوں کا اعلان کافی عرصہ پہلے کر دیا گیا تھا - اور معین پروگرام چھاپ کر جماعتوں کو بھجوا دیا گیا تھا - جمعرات مورخہ ۲۹ اگست کو مختلف اطراف سے احباب کرام کلیولینڈ پہونچنے شروع ہو گئے تھے - جن کی رہائش کا انتظام ہوٹلوں میں کیا گیا ۳۰ اگست کو جمعہ کی نماز کے وقت تک کثرت سے احباب تشریف لے آئے - آنے والے احباب میں مندرجہ ذیل جماعتوں کے نمائندہ تھے۔

واشنگٹن - بالٹی مور - پٹس برگ - فلاڈلفیا - نیویارک - باسٹن - ینگس ٹاؤن - کیونگٹن - ولمنگٹن ڈیلیویر اور کینیڈا - ڈیٹرائیٹ - شکاگو - ملواکی انڈیانا پلیس - سینٹ لوئیس - ڈیٹن -

پہلا اجلاس ۳۰ اگست کو ۳ بجے بعد نماز جمعہ شروع ہوا صدارت کے فرائض مکرم صوفی عبدالغفور صاحب مبلغ انچارج امریکہ مشن نے ادا کئے - تلاوت قرآن کریم شکاگو کی جماعت کے ایک ممبر محمد ابراہیم صاحب نے کی - جس کے بعد کلیولینڈ جماعت کی طرف سے جو کہ میزبان کی حیثیت رکھتی تھی - مکرمی سید عبدالرحمٰن صاحب نے شرکت کرنے والوں کو خوش آمدید کہا - آپ نے احباب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم اس وقت اس لئے اکٹھے ہوئے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے نام کو بلند کر سکیں - اور اس کے بھیجے ہوئے دین اسلام کی فوقیت اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت دنیا میں قائم کر کے انسانیت کی خدمت کر سکیں - موجودہ زمانے میں انسانیت کی اس خدمت کا بیڑا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قائم کردہ جماعت احمدیہ نے اٹھایا ہے - آپ نے نمائندگان سے درخواست کی کہ وہ جلسے کے ان ایام کو خدا تعالیٰ سے دعائیں اور استغفار کرنے میں گذاریں - تاکہ ان اجتماعی دعاؤں سے اسلام کی فتح کو قریب تر لایا جا سکے۔

سید عبدالرحمٰن صاحب کے خوش آمدید کہنے کے بعد امریکہ مشن کے مبلغ انچارج مکرمی عبدالغفور صاحب نے جلسے کا افتتاح کیا - اپنی افتتاحی تقریر میں آپ نے خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے، قرآن کریم پر عمل کرنے، رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات پر سنجیدگی اور انکساری سے غور کر کے ایک نئی روحانی زندگی اپنے اندر پیدا کر کے غیر مسلموں پر یہ بات واضح کر دینے کی تلقین کی کہ اس دنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اپنے ماننے والوں کے دلوں میں صفائی پیدا کر کے خدا تعالیٰ کے آستانہ پر جھکا کر اس سے حقیقی تعلق پیدا کرنے کا موقعہ دیتا ہے - آپ نے فرمایا کہ آجکل دنیا میں اس قدر بے اطمینانی اور بدامنی پائی جاتی ہے کہ اس کا حل صرف انسانی دماغ نہیں کر سکتا - اس کے لئے خدائی مدد کی ضرورت ہے اور وہ مدد صرف اسلام کے راستہ پر چلنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے دوسرے مذاہب اب وہ نور دکھانے کے قابل نہیں رہے - جس کی روشنی میں چل کر خدا تعالیٰ تک پہنچا جائے - جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک نمایاں مقام عطا کیا ہے - اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قیادت میں ایک ایسی جماعت قائم کر دی ہے - جس کا کام صرف یہ ہے کہ وہ انسانیت کو حقیقی طور پر تباہی سے بچانے کی جدوجہد کرے - اور انسانی ہمدردی اور خلوص اور برادرانہ اخوت پیدا کر کے سب کو ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع کر کے امن کا راستہ دکھائے اور دنیا کی ہدایت کا باعث ہو - افتتاحی تقریر اور دعا کے بعد جلسے کے پہلے دن کا پہلا عام اجلاس ختم ہو گیا۔

مغرب کی نماز اور کھانے کے بعد امریکہ مشن کی مجلس مشاورت کا ایک اجلاس ہوا جس میں تمام جماعتوں کے صدر صاحبان، مبلغین - لجنہ اور خدام الاحمدیہ و انصار اللہ نے شرکت کی

(باقی صفحہ ۹ پر)

قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا ۷۲ واں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۱۸-۱۹-۲۰ ردسمبر منعقد ہوگا

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال بھی ہمارا جلسہ سالانہ ۱۸ - ۱۹ - ۲۰ ردسمبر ۱۹۶۳ء کو منعقد ہو رہا ہے - تاکہ دوست کرسمس کی چھٹیوں سے فائدہ اٹھا سکیں - نیز کرسمس کے دنوں میں ریلوے کے رعایتی کرایہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں احباب کرام جلسہ سالانہ میں شریک ہو کر اس کی برکات سے فائدہ اٹھا سکیں۔

لہٰذا جملہ احباب جماعت و عہدیداران اور مبلغین کی خدمت میں درخواست کی جاتی ہے کہ جمعہ میں اور دیگر جماعتی اجتماعوں کے مواقع پر جلسہ سالانہ کے قریبی ایام تک برابر اس کا اعلان کر کے زیادہ سے زیادہ احباب جماعت اور زیر تبلیغ دوستوں کو جلسہ میں شمولیت کی تحریک فرماتے رہیں - تاکہ زیادہ سے زیادہ احباب اس میں شامل ہو کر علمی اور روحانی فوائد اور برکات حاصل کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ اس روحانی اجتماع میں شامل ہونے والے جملہ احباب کا حافظ و ناصر ہو - اور ان کے سفر کو ان کے لئے اور ان کی جماعت کے لئے اور ان کے متعلقین کے لئے باعث رحمت و برکت بنائے - آمین -

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۷ [illegible]

قرآن کریم پڑھیں!

جب سے یہ دنیا بنی اور حضرت انسان نے اس میں بود و باش اختیار کی خدا نے بندوں کی ہدایت کے لئے انہیں میں سے خاص افراد کو نبی رسول اور رشی منی بنا کر بھیجا اور ان کی رہنمائی کے لئے آسمانی صحیفے نازل کئے جن میں ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق تعلیم تھی۔ زمانے کے ساتھ ساتھ یہ ضرورت بھی بدلتی چلی گئی اور بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے تعلیم میں بھی تبدیلی آتی گئی۔ تا آنکہ انسانی شعور پختہ ہو گیا ذرائع آمد و رفت آسان ہو گئے۔ دنیا کے ایک حصہ میں بسنے والے دوسرے حصہ میں باسانی آنے جانے لگے۔ تب خدا تعالیٰ کی حکمت نے الگ الگ قوموں اور ملکوں میں ہادی اور رہنما بھیجنے کی بجائے ساری دنیا کے لئے ایک ہی رسول بھیج دیا۔ اور ایک ہی کتاب جس میں زمانہ کی تمام روحانی ضرورتوں کو پورا کرنے کا خزانہ رکھ دیا۔ تا ہر زمانہ کی پیش آمدہ ضرورت کے مطابق اس میں سے نور اور ہدایت حاصل کی جا سکے۔

سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان مرتبہ پر فائز فرمایا کہ اس دنیا کے خاتمہ تک اب آپ ہی نوع انسان کے ہادی کامل اور معلم حقیقی ہیں۔ آپ کو قرآن کریم کے مبارک نام سے ایسی کتاب عطا ہوئی جو ہر لحاظ سے کامل اور نوع انسان کے لئے ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے جس کی ہر قسم کی حفاظت (لفظی و معنوی) کا ذمہ خود خدا نے لیا اور فرمایا:-

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ یعنی ہم نے ہی قرآن کریم اتارا اور ہم خود ہی اس کی حفاظت کے بھی ذمہ دار ہیں

اگرچہ نزول قرآن کے وقت یہ نرا دعوےٰ ہی سمجھا جا سکتا تھا۔ مگر اب تو اس دعوے کی صداقت آفتاب آمد دلیل آفتاب کا حکم رکھتی ہے۔ ساڑھے چودہ سو سال کا لمبا زمانہ گذر تا ہے مگر قرآن کریم کی پاک کتاب زمانہ کی دست برد سے بالکل محفوظ ہے۔ قرآن کریم کی ظاہری حفاظت کا ثبوت سب کے سامنے ہے۔ سب کو کھلی اجازت ہے کہ اس بارہ میں پوری تسلی کر لیں۔ قرآن کریم کا ایک ایک لفظ حتی کہ زیر زبر تک اسی طرح قائم ہے جیسا کہ نزول کے وقت تھا۔ یہ صرف خوش فہمی نہیں یا محض اعتقاد یا ایمان کی بات نہیں بلکہ دنیا نے قرآن کریم کے اس چیلنج کو خوب ٹھونک بجا کر اچھی طرح پرکھ لیا اور آخر کار اسی نتیجہ پر پہنچی جس کا اعلان نزول کے وقت ہی کر دیا گیا تھا۔ کہ اس پاک کتاب کی پوری حفاظت کی جائے گی۔ چنانچہ چھان بین کرنے والے یورپ کے مستشرقین نے برملا طور پر اس بات کا اعتراف کیا۔ مثلاً سر ولیم میور نے لکھا ہے کہ :-

"اس میں شبہ نہیں کہ یہ وہی قرآن ہے جو حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں دیا تھا۔"

"ہم نہایت مضبوط قیاسات کی بنیاد پر کہہ سکتے ہیں کہ ہر ایک آیت جو قرآن میں ہے وہ اصلی ہے اور محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی غیر محرف تصنیف ہے۔"

اسی طرح نولڈک کا قول ہے کہ "جو قرآن عثمان نے دنیا کے سامنے پیش کیا تھا اس کا مضمون وہی ہے جو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ گو اس کی ترتیب عجیب ہے۔ یورپین علماء کی یہ کوششیں کہ وہ ثابت کریں کہ قرآن میں بعد کے زمانہ میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے بالکل ناکام ثابت ہوئی ہیں۔" (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا زیر لفظ قرآن)

قرآن کریم کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے حفاظت کی ذمہ داری صرف لفظی حفاظت تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ ساتھ کے ساتھ اس کی معنوی حفاظت کے بھی سامان رہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی اس معنوی شان کو ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو اس شجرۂ طیبہ سے تشبیہ دی جس کے متعلق فرمایا

أصلها ثابت و فرعها فی السماء تؤتی اکلها کل حین باذن ربها۔

یعنی یہ ایک ایسا پاکیزہ شجرہ ہے جس کی جڑیں زمین کی تہہ تک مضبوط گڑی ہیں اور اس کی شاخیں آسمان میں پہنچی ہوئی ہیں۔ پھر باذن الٰہی وہ ہر موسم ہرا بھرا شاندار پھل بھی دیتا چلا جائے گا۔

— اس میں بتایا کہ ایک طرف اس کے بیان کردہ اصول اور تعلیمات نہایت محکم اور پختہ بنیادوں پر مبنی ہیں اور غیر متبدل اور جامع ہیں۔ دوسری طرف تاثیرات طیبہ کے لحاظ سے وہ ایک انسان کو آسمان تک پہنچانے اور محبوب خدا بنا دینے والے ہیں۔ اور پھر ایسے عالمگیر کہ ساری دنیا کے باشندے اس سے یکساں طور پر استفادہ کریں اور سب کی روحانی ضرورتیں اس سے پوری ہوتی چلی جائیں ــــــ اور یہ روحانی افادہ صرف ایک ہی زمانہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ فرمایا تؤتی اکلها کل حین باذن ربها۔ کہ اس خزانہ سے ہر زمانے کی ضرورت کے مطابق جواہر نکلتے چلے جائیں گے۔

البتہ پیش آمدہ ضرورت کے مطابق زمانہ کی ہدایت اور رہنمائی کی باتیں اس خزانہ سے نکالنے کے لئے خاص اور مطہر وجود ہوں گے۔ جن کی نسبت حضرت بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانی امت سے ایک پختہ وعدہ کیا گیا کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس امت کی خاطر ہر صدی کے سر پر ایسے وجود کو مبعوث فرماتا رہے گا جو امت کی خاطر اس کے دین کو ترو تازہ کرتے رہیں گے

چنانچہ یہ وعدہ گزشتہ تیرہ صدیوں میں نہایت شان و شوکت سے پورا ہوتا رہا۔ کسی بھی مسلمان کو انکار کی گنجائش نہیں۔ اور اب جبکہ چودھویں صدی کا پُر آشوب زمانہ آیا۔ اور زمانہ کے بگاڑ اور الحاد اور بے دینی کے نقطۂ عروج تک پہونچ جانے سے دنیا نے زبان حال سے کسی بڑے مصلح کی ضرورت کا اظہار کیا تو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق قادیان کی مقدس بستی میں ایک برگزیدہ انسان کو اس زمانہ کا مصلح اور ریفارمر بنا کر بھیج دیا۔ اور اس طرح دنیا سے گم ہو رہی ہی روحانیت کا پودا پھر سے لگا دیا گیا۔ آپ نے دین اسلام کی تجدید کے ساتھ تمام روئے زمین کے لوگوں کو بڑے ہی محبت اور پریم کے ساتھ خدا تعالیٰ کے آستانے پر جھک جانے کی دعوت دی اور بتایا کہ انسان کی اس دنیا میں آنے کی اصل غرض ہی یہ ہے کہ وہ سچے خدا کی معرفت حاصل کرے اور اس زمانہ میں اس بے خطر راہ کی طرف رہنمائی کرنے والی کامل کتاب قرآن پاک ہے۔ جس کی تاثیرات کا یہ عالم ہے کہ:-

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے
وہ روشنی جو پاتے ہیں ہم اس کتاب میں
ہو گی نہیں کبھی وہ ہزار آفتاب میں
اس سے خدا کا چہرہ نمودار ہو گیا
شیطاں کا مکر و وسوسہ بیکار ہو گیا
وہ رہ جو ذات عز و جل کو دکھاتی ہے
وہ رہ جو دل کو پاک و مطہر بناتی ہے
وہ رہ جو یار گمشدہ کو کھینچ لاتی ہے
وہ رہ جو جام پاک یقیں کا پلاتی ہے
وہ رہ جو اس کے ہونے پہ محکم دلیل ہے
وہ رہ جو اس کے پانے کی کامل سبیل ہے
اس نے ہر ایک کو وہی رستہ دکھا دیا
جتنے شکوک و شبہ تھے سب کو مٹا دیا
افسردگی جو سینوں میں تھی سب وہ دور ہو گئی
ظلمت جو تھی دلوں میں وہ سب نور ہو گئی
جو دور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے
چلنے لگی نسیم عنایات یار سے
(المسیح الموعود)

بلاشبہ قرآن کریم ایک ایسی پیاری کتاب ہے جس کا مطالعہ روحانی لحاظ سے بڑا ہی سودمند ہے۔

● ـــــ یہ وہی مبارک کتاب ہے جس نے اپنی ابتداء ہی میں اس بات کا واضح اظہار کر دیا کہ ذالک الکتاب لا ریب فیہ کہ یہ ایسی شاندار کتاب ہے جس میں کسی ہستی پر کسی طرح کی تہمت یا عیب نہیں لگایا گیا۔ اس کا انداز بیان ایسا پسندیدہ اور پر لطف ہے کہ نازک سے نازک احساسات کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔

● ـــــ بڑی خوبی اس میں یہ ہے کہ وہ سب دینوں کی اصولی صداقت کا سبق دیتی ہے اور سب قوموں کے رسولوں نبیوں رشیوں منیوں کی عزت و احترام کا حکم دیتی ہے۔

● ـــــ معقول دلائل کا دروازہ کھولتی ہے۔ اور ہر قدم پر عقل و دانش کے استعمال کرنے اور غور و فکر کو عمل میں لانے کی تلقین کرتی ہے۔

اس زمانے میں جب کہ پریس کے عام ہو جانے سے کتابوں کی اشاعت کو ایسا فروغ ملا کہ ہر شخص کو گھر بیٹھے بڑی آسانی کے ساتھ حسب دلخواہ مطالعہ کے لئے کتب مل سکتی ہیں۔ پس جس صورت میں کہ دنیا کے بہت بڑے مذہب "اسلام" کی طرف سے ایک لمبے عرصہ سے اس قسم کا دعوےٰ چلا آتا ہے کہ اس کی پیش کردہ کتاب قرآن مجید اپنی شان میں دیگر جملہ الہامی کتب سے نرالی ہے وہ ایک زندہ کتاب ہے۔ کیونکہ وہ ایک زندہ خدا کی طرف رہنمائی کرتی ہے اس کی تعلیمات میں ایسی دلکشی اور جامعیت ہے کہ فطرت انسانی کو اپیل کرتی اور قیامت تک کی جملہ روحانی ضروریات جو انسان کو پیش آنے والی ہیں سب کا خزانہ ہیں۔ وغیرہ وغیرہ تو کیوں نہ ہمارے اہل وطن بھی اس مبارک کتاب کا مطالعہ زیادہ غور و فکر سے کریں۔ اور موعودہ فوائد حاصل کرنے کی کوشش کریں ـــــ!!

ہمیں خاص طور پر اپنے اہل وطن کی خدمت میں خصوصیت کے ساتھ پیش کرنے کی طرف اس لئے توجہ پیدا ہوئی کہ ہماری جماعت ایک عرصہ سے دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم شائع کر رہی ہے اور ہمارا مشاہدہ ہے کہ جونہی کوئی ترجمہ کسی ملک کی زبان میں شائع ہوتا ہے وہاں کے لوگ بڑے اشتیاق سے اس کتاب کو احمدی مبلغین سے حاصل کرتے ہیں اور توجہ سے اس کا مطالعہ کرتے ہیں اور دین اسلام کے بارہ میں اپنی معلومات میں خاطر خواہ اضافہ کرتے ہیں۔ پس جس صورت میں کہ بھارت کے اندر ایک بڑی تعداد مسلمانوں کی آباد ہے اور سیاسی لحاظ سے بھی ہمارے ملک کے تعلقات ارد گرد کے اسلامی ممالک سے قائم ہیں

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

میرے منجھلے بھائی رضی اللہ عنہ کی گھریلو زندگی

رقم فرمودہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالے

خدا تعالے کے فضل و احسان سے میرے بھائیوں کا ظاہر تو تھا ہی بہترین مگر باطن بھی پاکیزہ رہا۔ میری نظر نے تمام تعلقات رشتہ اور محبت کو الگ رکھتے ہوئے جب بھی غور کیا ظاہر سے بھی بہتر ان کے دلوں کو پایا۔ کوئی نفاق نہیں، کوئی ریا نہیں، کوئی مکّاری نہیں نہ کسی سے بغض و حسد، نہ دنیا کے معاملات کے لئے غصّہ اور انتقام کا جذبہ۔ ہمیشہ صاف شفاف دل والے رہے۔ یہی نمونہ گھریلو زندگی میں حضرت منجھلے بھائی صاحب رضی اللہ عنہ کا بھی ہمیشہ دیکھا اور ہمیشہ رہا۔ وہ بھی بہت اچھے بھائی بہت اچھے بیٹے۔ اچھے شوہر اچھے آقا، اچھے عزیز، اچھے ہمسایہ، اچھے دوست، اچھے رفیق تھے۔ اچھے صلاح کار، نیک مشورہ دینے والے اور ہر ایک کا بھلا چاہنے والے تھے۔

بچپن

مجھے کبھی یاد نہیں کہ بہت چھوٹی عمر میں بھی کبھی کسی بھائی نے مجھے کڑوی نظر سے بھی دیکھا ہو۔ یا لڑے جھگڑے ہوں بڑے بھائی (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) تو خیر بڑے تھے۔ ان کا پیار تو ہمیشہ مجھے سب سے بڑھ کر رہا۔ مگر میرے منجھلے بھائی، چھوٹے بھائی بھی اس عمر سے اب تک ہمیشہ شفیق اور چاہنے والے ہمدرد رہے۔

میری ہوش میں پہلا نظارہ منجھلے بھائی کے بچپن کا جو مجھے بہت صاف یاد ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کہیں باہر سے تشریف لائے تھے گھر میں خوشی کی لہر سی دوڑ گئی آپ آ کر بیٹھے میں پاس بیٹھ گئی اور سب مع حضرت اماں جان بھی بیٹھے تھے۔ کہ ایک نوراني سینہ، چوڑے منہ والا ہنس مکھ لڑکا سُرخ چوگوشیہ مخملی ٹوپی پہنے بے حد خوشی کے اظہار کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے کھڑا ہو کر اچھلنے کودنے لگا۔ یہ میرے پیارے منجھلے بھائی تھے۔ حضرت اقدسؑ مسکرا رہے ہیں، دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ

"جاٹ ہے جاٹ"

آپ حضرت مسیح موعودؑ کو بچپن میں "تو" کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ حضرت اماں جانؓ روکتی تھیں کہ اب تم "تو" نہ کہا کرو تو حضرت مسیح موعودؑ فرماتے

نہ روکو نہیں۔ اسی کے منہ سے مجھے "تو" کہنا پیارا لگتا ہے۔

پھر ذرا بڑے ہوتے تو خود ہی "تو" کہنا تو چھوڑ دیا مگر ایسا حجاب رہا کہ "تم" یا "آپ" بھی نہ کہا۔ یونہی بات کر لیتے۔ مگر "تو" کی جگہ کچھ نہ کہتے۔ طبیعت میں سنجیدگی اور حجاب نسبتاً جلدی پیدا ہو گیا تھا۔ بہت کم بولتے اور کم ہی بے تکلف ہو کر سامنے آتے تھے۔ ویسے طبیعت میں لطیف مزاح بچپن سے اب تک تھا۔ ایسی بات کرتے چپکے سے کہ سب ہنس پڑتے۔ اور خود ہی سادہ سا منہ بنائے ہوتے۔ حضرت اماں جانؓ فرماتی تھیں کہ اوّل تو بچوں کو کبھی میں نے مارا نہیں، ویسے ہی کسی شوخی پر اگر دھمکایا بھی تو "میرا بشری" ایسی بات کرتا کہ مجھے ہنسی آ جاتی۔ اور غصہ دکھانے کی نوبت بھی نہ آنے پاتی۔

ایک دفعہ شاید کپڑے بھگو لینے پر ہاتھ اٹھا کر دھمکی دی تو بہت گھبرا کر کہنے لگے "نہ اماں کہیں چوڑیاں نہ ٹوٹ جائیں" اور حضرت اماں جان نے مسکرا کر ہاتھ نیچے کر لیا۔

حضرت والدہ صاحبہؓ سے تعلق

حضرت اماں جان سے محبت بھی بےحد کرتے تھے اور ادب و احترام بھی عمر بڑھنے کے ساتھ بڑھتا گیا۔ روز آ کر بیٹھنے کے علاوہ مسجد میں جاتے آتے وقت بھی ضرور خیریت پوچھ کر اور باتیں کر کے جاتے۔ اپنے دل کا ہر درد دکھ حضرت اماں جان سے بیان کرتے۔ اور حضرت اماں جان کی دعا، پیار و محبت کی تسلّی سے تسکین پاتے۔ حضرت اماں جان کی ملازموں تک کو ادب سے پکارتے اور ان کا ہر طرح خیال رکھتے تھے جب کسی بڑھیا پرانی بے تکلف خادمہ سے مذاق بھی کرتے۔ تو بڑے ہی انکسار سے کہ سب ہنس دیتے۔ اور وہ نادم سی ہو جاتی۔ ابتداء سے ہی جب آمدنی کم اور گزارہ اپنا بھی مشکل تھا ضرور ہر ماہ چپکے سے کچھ رقم حضرت اماں جان کے ہاتھ میں ادب اور خاموشی سے دے دیتے۔ آپ کو کوئی حاجت نہ تھی مگر ان کی دلداری کے خیال سے واپس نہیں کرتی تھیں۔ ہر وقت اماں جان کے آرام کا خیال رکھنا اور خدمت کی تڑپ۔ اس معاملہ میں وہ بالکل بڑے بھائی کے نقشِ قدم پر چلے اور ان سے کم نہ رہے۔ آپ کی آخری بیماری میں پروانہ وار پھرتے تھے۔ کسی وقت ان کے دل کو چین نہ تھا۔ برآمدے میں ہی ٹہلتے پھرتے۔ اور وہیں رہتے۔ کئی بار آ کر دیکھنے ہاتھ پکڑتے السلام علیکم کہتے اور چلے جاتے۔ ہر وقت بعض پردہ دار خدمت کرنے والوں کی وجہ سے کمرہ میں نہ رہ سکتے تھے ورنہ وہ تو پٹی نہ چھوڑتے۔

شادی ہوئی تو آجکل کی پود کو دیکھتے ہوئے بچہ ہی تھے مگر بہت سنجیدگی اور وقار سے وہ پہلے پہل کے دن بھی گذارے کوئی ناپختگی یا بچپن کی علامت لڑائی جھگڑا کسی قسم کی کوئی بات میں نے نہیں دیکھی۔ حالانکہ ہر وقت کا ساتھ تھا۔ صرف عزیزہ امۃ السلام کی پیدائش پر شرماتے ان کو نہ کبھی گود میں لیا نہ بات کی۔ جب وہ بیاہی گئیں تو نو عمر شرم ٹوٹا اور بولنے چالنے لگے۔ عزیزہ امۃ السلام کا بچپن تو حضرت اماں جانؓ اور حضرت بڑے بھائی صاحب کی ہی گود میں گزرا۔ انہوں نے ہی سب لاڈ پیار کئے ناز اٹھاتے۔ ان کی شادی کے وقت بھی سب اماں جان اور بڑے بھائیؓ پر فیصلہ چھوڑا۔ کہ آپ کو ہی اختیار ہے۔ اور بعد میں دوسرے بچوں کے مواقع پر بھی یہی طرزِ عمل قائم رہا۔ اگر حضرت اماں جان نے کہہ دیا کہ فلاں لڑکی سے کر دو اپنے اس لڑکے کا تو بلا چون و چرا منظور تھا۔ اسی طرح لڑکیوں کا معاملہ بھی سب ان دونوں بزرگ ہستیوں پر ہمیشہ چھوڑا۔

منجھلی بھابی جان بیاہ کر آئیں تو نہ معاشرت نہ طور و طریق نہ وضع لباس وغیرہ نہ زبان کچھ بھی مشترک نہ تھا۔ اور آخر نادان کم عمر تھیں وہ بے چاری بھی۔ کئی بار اگر وہ تعلقات بگاڑنے والے ہوتے تو بگڑ سکتے تھے۔ مگر ایسی خوش اسلوبی سے نبھایا کہ ایسے نمونے ملنے مشکل سے ہی ہیں۔ ادھر سالہا سال سے وہ بیمار بھی چلی آ رہی ہیں۔ اتنے دراز عرصہ میں انسان اور اتنے کاموں والا، جس کے کندھوں پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ ہوں اور خود بیمار ہو اس سے غفلت بھی ہو سکتی ہے کسی وقت بے دھیان بھی ہو سکتا ہے مگر کبھی ان کی خدمت سے اور دیکھ بھال سے غافل نہ ہوئے۔ ذرا ذرا دیر کے بعد اس حال میں کہ اپنی ٹانگیں لڑکھڑا رہی ہیں۔ طبیعت خراب ہے ان کی خبر پوچھنے ان کے کمرے میں جا رہے ہیں۔ ان کی خادمات کی خاطر میں ہو رہی ہیں کہ اس بےکس بیمار و لاچار کو چھوڑ کر نہ چل دیں۔ غرض بچپن کی حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھوں کی لگائی ہوئی منسوب بھائی اولاد کے لئے بہترین شفیق باپ تھے کسی بات پر سمجھاتے بھی تو نرمی سے۔ اکثر شاید اس خیال سے کہ میں نرمی کر دوں گا کسی امر کی اصلاح مدنظر ہوتی تو دوسرے عزیز کو ترتیب سے کہتے کہ ذرا میرے فلاں بچہ کو تم اس معاملہ میں سمجھانا۔ مجھ سے بھی یہ خدمت لی ہے۔ غرض آپ کی گھریلو زندگی کا بھی ہر پہلو ایک نمونہ تھا۔ سوچ کر ایک ہلکی ہلکی بوندیں پڑنے کا سماں تصور میں آتا ہے۔ کہ ٹھنڈی خوشگوار ہوا چل رہی ہے اور ابرِ رحمت کے قطرے گر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر تاابد برستی رہے۔ آمین۔

مبارک بزرگ ہستیوں کا ذکر خیر کرنا اور ان کے اخلاق و شمائل کو محفوظ رکھنا بے صبری اور جزع فزع میں ہرگز شامل نہیں یہ تحریریں تو نوجوانوں کے لئے مشعلِ راہ بن سکتی ہیں۔ الفضل کے مضامین یا جو بعد میں لکھے جاتے آئندہ تاریخ احمدیت کا ایک اہم باب ہوں گے۔ ان بزرگ ہستیوں کی جدائی کا احساس تو صرف بیان تک ہی ہونا چاہیئے اور ضرور ہوگا کہ آج افسوس ہم ایک اور نعمتِ الٰہی سے محروم ہو گئے۔ اصل چیز جس کا خیال خصوصیت سے جماعت عامّہ کو رکھنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ ان کی قربانیاں، ان کے کام، ان کے اخلاق دیکھیں اور پختہ عزم سے آگے بڑھیں۔ عہد کریں کہ آئندہ ہم اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش میں لگے رہیں گے۔ اور نیکیوں اور خدمتِ دین میں قدم آگے ہی آگے بڑھائیں گے۔ خدا تعالےٰ سب کا ناصر رہے۔ اور اگر آج ایک چاند ایک "بشیر" ہم سے رخصت ہو کر اپنے مولیٰ کے حضور میں حاضر ہو گیا تو اس کے عوض ہمارا رب ہزاروں "بشیر" ہم کو عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

مبارکہ

صُوبہ جمّوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ

رپورٹ مرسلہ مکرم بابو محمد یوسف صاحب پراونشل امیر جماعت ہائے احمدیہ جموں

قسط نمبر ۲

روانگی سرن کوٹ

یکم اکتوبر دوپہر کو ہم سرن کوٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ اور شام کو سرن کوٹ پہنچے محترم خواجہ عبدالمجید صاحب استقبال کے لئے اڈہ بس پر ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ جونہی ہم بس سے اترے۔ وہ بڑے تپاک سے ملے۔ اور ہم کو اپنی رہائش گاہ پر لے گئے۔ محترم ہیڈ ماسٹر صاحب گورنمنٹ ہائی سکول سرن کوٹ اور دیگر احباب کے ساتھ تبادلۂ خیال ہوتا رہا۔

مکرم خواجہ عبدالمجید صاحب اور ان کی اہلیہ صاحبہ نے خواجہ محمد صدیق صاحب فانی کی تحریک پر وصیت کی۔ دونوں نے اچھے اخلاق کا نمونہ دکھایا نیز وفد کی رہائش و طعام کا اچھا انتظام کیا۔ اللہ تعالےٰ ان کو زیادہ سے زیادہ نیکی اور سلسلہ کی خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین۔

بعض تعلیم یافتہ ہندو اور مسلم احباب کو سلسلہ کا لٹریچر مطالعہ کے لئے دیا گیا جسے انہوں نے بڑے شوق سے لیا۔

چارکوٹ میں نماز جمعہ

وفد ۲ اکتوبر کی دوپہر کو سرن کوٹ سے روانہ ہو کر شام کو چارکوٹ پہنچا۔ دوسرے روز انفرادی طور پر بعض احباب سے ملاقات ہوتی رہی۔ دو فریقوں کا آپس میں ایک تنازعہ تھا انہیں جمعہ کے روز مسجد میں آنے کو کہا گیا۔

۴ اکتوبر کو محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے خطبہ جمعہ پڑھا جس میں آپ نے احباب جماعت کو تربیتی و اصلاحی امور کے بارہ میں زریں نصائح سے مستفید فرمایا۔

دونوں فریق جن کا آپس میں تنازعہ تھا مسجد میں پہنچ گئے۔ محترم مولانا صاحب نے انہیں وعظ و نصیحت کی۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے ان پر نصائح کا بڑا اچھا اثر ہوا چنانچہ انہوں نے باہمی رضامندی سے محترم مولانا صاحب کے فیصلہ کو تسلیم کر لیا۔ اس طرح یہ تنازعہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔

میٹنگ صوبائی مجلس عاملہ

۴ اکتوبر کو صوبائی مجلس عاملہ کی میٹنگ جامع مسجد چارکوٹ میں زیر صدارت محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل ہوئی جس میں بالاتفاق حسب ذیل تجاویز پاس ہوئیں۔

۱۔ صوبائی عہدیداروں کا اجلاس سہ ماہی ہونا قرار پایا۔

۲۔ فی الحال صوبائی تبلیغ کا صدر مقام چارکوٹ مقرر ہوا۔

۳۔ صوبائی کانفرنس کا سالانہ جلسہ ہونا قرار پایا۔

۴۔ مٹھی فنڈ ہر جماعت میں قائم کرنے کی تجاویز پاس ہوئیں۔

۵۔ توسیع اشاعت اخبار بدر

۶۔ خدام الاحمدیہ۔ انصار اللہ۔ لجنہ اماء اللہ اور اطفال الاحمدیہ ہر جماعت میں قائم کرنا قرار پایا۔

۷۔ مجلس عاملہ کے عہدیداروں کا وقتاً فوقتاً جماعتوں میں دورہ کرنا پاس ہوا۔

میں نے اور محترم شیخ حمید اللہ صاحب نے عہدیداروں کو ان کے مفوضہ فرائض احسن طور پر سرانجام دینے کی طرف تفصیل کے ساتھ توجہ دلائی۔ اور جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کی تحریک کی۔

محترم مولانا امینی صاحب کی دھرمسال کو روانگی

۴ اکتوبر کو دھرمسال سے دو دوست چارکوٹ میں تشریف لاتے اور انہوں نے اس امر کا اظہار کیا کہ دھرمسال کے سنجیدہ و تعلیم یافتہ احباب محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل اور مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی کی تقریریں سننے کے از حد مشتاق ہیں۔ اور ان میں سے بعض تبادلۂ خیالات بھی کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے وہ مولانا صاحبان کو لینے کے لئے آئے ہیں۔ چونکہ ۵ اکتوبر کو راجوری شہر میں ہمارا مذہبی جلسہ منعقد ہونا قرار پایا تھا جسے ملتوی کرنا ممکن نہ تھا۔ اس لئے باہمی مشورہ سے طے پایا کہ محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی آج دھرمسال تشریف لے جائیں اور ۵ اکتوبر کو وہاں تقریر کریں۔ چنانچہ مولانا امینی صاحب کو دھرمسال بھیج دیا گیا۔ وہاں انہوں نے اپنے مختصر سے قیام میں مختلف احباب سے احمدیت پر تبادلۂ خیالات کیا۔ اور سوالات کے جوابات دئے۔ خاص طور پر محترم منشی فتح محمد صاحب سے احمدیت پر تبادلۂ خیالات ہوا۔ اس میں پچاس غیر از جماعت دوستوں نے بڑی دلچسپی لیتے ہوئے بڑے غور سے محترم مولانا کی باتیں سنیں۔

تحصیلدار صاحب مینڈر اور بعض دیگر احباب کو لٹریچر دیا گیا۔ محمود احمد صاحب صوفی عبد الرحمٰن صاحب اور گلزار احمد صاحب نے تبلیغی سلسلہ میں دلچسپی لی۔

مورخہ ۵ اکتوبر کو ہمارا قافلہ بذریعہ بس عازم راجوری ہوا۔ جہاں پبلک پر ایک عظیم جلسہ ہونے والا تھا۔

راجوری میں مذہبی جلسہ

راجوری کے پبلک مذہبی جلسہ میں محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل نے پونے دو گھنٹے تقریر فرمائی۔ چارکوٹ اور راجوری کی مفصل رپورٹ مکرم شیخ حمید اللہ صاحب بھجوائیں گے اس سفر میں بس کے اندر ایک جینی نوجوان سے مولانا صاحب موصوف کا دلچسپ تبادلۂ خیالات ہوا۔ جو جیو ہتیا کے موضوع پر تھا۔ بس کے مسافروں میں سلسلہ کا لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

روانگی برائے جموں

وفد ۶ اکتوبر کو صبح عازم جموں ہوا۔ محترم مولانا امینی صاحب بھی آج راجوری پہنچ گئے تھے۔ وفد کے ساتھ شری بھگت کرم چند جی تحصیلدار بھی سفر کر رہے تھے ان کے ساتھ مذہبی گفتگو ہوتی رہی۔ بس کے مسافروں کو لٹریچر بھی دیا گیا۔ شام کو وفد بخیریت جموں پہنچ گیا۔

بھدرواہ میں تقریریں

۸ و ۹ اکتوبر کو بھدرواہ میں محترم مولانا محمد سلیم صاحب و مولانا امینی صاحب نے قومی اتحاد و یکجہتی۔ فضائل اسلام، صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر تقریریں کیں اور احمدیت پر اعتراضات کے جوابات دئے۔ ایک غیر مبائع کے ساتھ تبادلۂ خیالات ہوا۔ بھدرواہ کی رپورٹ الگ شائع ہو رہی ہے۔

جموں میں نماز جمعہ

۱۰ اکتوبر کو بھدرواہ میں دورہ کا پروگرام ختم کر کے شام کو محترم مولانا صاحبان واپس جموں تشریف لے آئے۔ ۱۱ اکتوبر کو مولانا شریف احمد صاحب امینی نے مختصر سا خطبہ جمعہ پڑھا جس میں عسر و یسر میں خدا تعالےٰ کا شاکر بندہ بننے کی طرف توجہ دلائی۔

مبلغین کرام کی واپسی قادیان

۱۱ اکتوبر کو بعد دوپہر ہر دو مولانا صاحبان دارالامان کے لئے روانہ ہوئے۔ دوران دورہ ہر دو مولانا صاحبان کو بعض اوقات رات کے بارہ بجے تک غیر از جماعت احباب سے تبادلۂ خیالات کرنا پڑا۔ اور استفسارات کے جوابات دینے پڑے۔

مبلغین کرام کا وفد جس جس جماعت میں گیا۔ وہاں کے احباب نے انفرادی اور اجتماعی طور پر بڑے خلوص و محبت کا مظاہرہ کیا۔ اور خدمت و تواضع میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ شیخ حمید اللہ صاحب نے ہر طرح تعاون کیا میں دورہ کرنے والے ہر دو محترم مولانا صاحبان کا اپنی اور جماعتوں کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں

مُناظرۂ یادگیر

از جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان

احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ایک ضروری تحریری مناظرہ مابین جماعت احمدیہ یادگیر و غیر احمدیان یادگیر مورخہ ۲۳-۲۴-۲۵ نومبر ۱۹۶۳ء منعقد ہو رہا ہے۔ جملہ احباب جماعت کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس مناظرہ میں احقاق حق اور تائید الٰہی کے حصول کے لئے دعا فرمادیں۔ نیز جو احباب بیرونی جماعتوں سے اس مناظرہ کو سننے کے لئے جانا چاہیں وہ قبل از وقت مکرم سیٹھ محمد عبدالحی صاحب امیر جماعت احمدیہ اور مکرم سیٹھ محمد الیاس صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ یادگیر کو اپنی آمد سے ذیل کے پتہ پر اطلاع دیں تاکہ ان کے قیام و طعام کا انتظام کیا جاسکے

Hasan Manzil P.O. Yadgir C. Rly (Mysore)

نیز مناظرہ میں شامل ہونے والے دوست خاص دعاؤں پر زور دیں۔ اور مقامی جماعت کے عہدیداران سے ہر طرح تعاون کریں۔ اور عند اللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالےٰ ہمارے مناظرین کے علم و دماغ میں جلا پیدا کرے اور ان کی زبانوں میں تاثیر ہو اور اس مناظرہ کے بہترین نتائج احمدیت کے حق میں پیدا ہوں۔ آمین

آئندہ شمارہ کا خاص مضمون

مناظرہ پونچھ کی مکمل روئداد

پونچھ (کشمیر) میں مورخہ ۲۹ ستمبر کو ایک شیعہ عالم کے ساتھ نبوت و صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر محترم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل کا کامیاب مناظرہ ہوا تھا جس کی دلچسپ مفصل روئداد خود مولانا موصوف کے قلم حقیقت رقم سے آئندہ شمارہ کی زینت بن رہی ہے (ادارہ)

قسط نمبر ۳

مباہلہ سورو اور اس کے اہم نتائج

از مکرم مولوی ہارون رشید صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ بھدرک۔ اڑیسہ

۳۔ مولوی شوکت علی صاحب سابق ہیڈ مولوی مدرسہ نعمانیہ

تیسرے صاحب جنہوں نے مباہلہ کے سلسلہ میں مذکورہ دو ساتھیوں کے ساتھ مل کر سرد کے لوگوں کو بہکایا وہ مولوی شوکت علی صاحب ہیڈ مولوی مدرسہ نعمانیہ ہیں۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب و مولوی عبد القدوس صاحب کا جو حشر ہوا اسے قارئین کرام مطالعہ فرما چکے ہیں۔ اب ان کی داستان سنئیے:۔

مولوی شوکت علی صاحب بھی بوجہ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کا شاگرد اور مرید ہونے کے بھدرک اور دھام نگر کی میاں فیملیز میں مقبول تھے۔ اور جب کبھی اس خاندان میں کوئی تقریب ہوتی تو ان کو بھی مدعو کیا جاتا۔ مدرسہ نعمانیہ کے سیکرٹری ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب جو میاں فیملی کی مشہور اور معزز شخصیت ہیں۔ گیارھویں شریف کی مجالس اور دیگر تقاریب میں انکو دعوت خصوصی دیتے۔ مسجد ملا شاہی کے متولی جناب ملاں عبد القدوس صاحب جو اس علاقہ کے مشہور خاندانی زمیندار ہیں ان کی بہت عزت کرتے۔ بلکہ انہوں نے ہی مسجد ملاں ساہی میں مولوی شوکت علی صاحب کو امام الصلوٰۃ بنایا۔ نہ صرف یہی لوگ بلکہ مولانا سید قمر الہدیٰ صاحب ان کے بیٹے سید احسن الہدیٰ صاحب بیزان کے مرید ان کی عزت کیا کرتے تھے۔ بانسو بیپ پور کے رئیس عبد الرشید خان صاحب جو مولانا احسن الہدیٰ صاحب کے خاص مریدوں میں سے ہیں وہ جب بھی اپنے محلہ کے مزار پر عرس کی مجلس کا انعقاد کرتے تو مولوی شوکت علی صاحب کو دعوت دیتے اور ان سے تقریر کرواتے۔

مولوی شوکت علی صاحب مدرسہ نعمانیہ کے ہیڈ مولوی بھی تھے۔ جہاں سے انہیں باقاعدہ نوے روپے ماہانہ ملتا تھا۔ اس وجہ سے بھی ان کی شہر میں عزت تھی۔

بلال کے معاملہ میں جب مولانا احسن الہدیٰ صاحب اور مولوی حبیب الرحمٰن صاحب میں ٹکراؤ ہوا تو مولانا احسن الہدیٰ صاحب نے مجبوراً یہ فیصلہ کیا کہ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب اور ان کے ہم نواؤں سے کوئی لگاؤ اور سلام وکلام نہیں رکھنا چاہئیے۔ تو یہ فیصلہ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب اور ان کے ہمنواؤں کے لئے بم کا گولہ ثابت ہوا جس سے نہ صرف مولوی حبیب الرحمٰن صاحب بلکہ ان کے ہمنوا بالخصوص جو مباہلہ میں شامل تھے ذلت کے گھاٹ اتر گئے۔ اور مولوی شوکت علی صاحب نے تو خواہ مخواہ اپنا منہ اس مہلک بم کے سامنے رکھا۔ اور وہ اس طرح کہ جب دھام نگر میں مولانا احسن الہدیٰ صاحب وعظ کر رہے تھے تو مولوی شوکت علی صاحب اور مولوی عبد القدوس صاحب ہر دو نے دھام نگر پہنچ کر مجلس وعظ کا رخ کیا تا فتنہ و فساد برپا کر کے مجلس وعظ کو منتشر کر دیں۔ پولیس نے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے دھکی دے کر ذلت سے انہیں واپس کر دیا۔ اس کارروائی سے میاں فیملیز کے معزز حضرات اور مولانا احسن الہدیٰ صاحب کے دیگر مرید ان کے خلاف صف آرا ہو گئے۔

مزید غلطی ان سے یہ ہوئی کہ سیکرٹری مدرسہ نعمانیہ ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب کی اجازت کے بغیر اپنا ہیڈ کوارٹر چھوڑ کر اس نیک کام کے لئے دھام نگر چلے گئے۔ سیکرٹری صاحب پہلے ہمیشہ ہی ان کے ساتھ تلطف و مہربانی کا سلوک روا رکھتے تھے مگر ان کی اس کارروائی سے ناراض ہوئے۔ اور سخت نوٹس لیا۔

اس واقعہ سے قبل سپیشل انسپکٹنگ آفیسر فار محمڈن ایجوکیشن اڑیسہ نے مدرسہ نعمانیہ بھدرک کا معائنہ کیا تھا۔ اور انہوں نے سیکرٹری صاحب مدرسہ سے یہ فرمایا تھا کہ آپ کے اس ہیڈ مولوی کو بات کرنے کی بھی تہذیب نہیں اور نہ یہ علم ہے کہ افسر بالا سے کس طرح تخاطب کرنا چاہیئے اور ان کی پڑھائی سے لاپروائی کا بھی ذکر کیا۔ اور بتایا کہ معائنہ میں اکثر طلباء ناکام رہے۔ اور یہ کہ یہ شخص ہیڈ مولوی کے عہدہ کے قابل نہیں۔

صدر صاحب مینجنگ کمیٹی مدرسہ نعمانیہ کو بھی ان واقعات کی اطلاع ہوئی اور انہوں نے مولوی صاحب کے ان حالات پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ بعد ازاں سیکرٹری صاحب نے مولوی شوکت علی صاحب کو ایک نوٹس دیا جس کا ملخص یہ ہے:۔

۱۔ آپ مدرسہ نعمانیہ کے ہیڈ ماسٹر ہوتے ہوئے میری اجازت کے بغیر ہیڈ کوارٹر چھوڑ کر کیوں دھام نگر گئے۔

۲۔ اسپیشل انسپکٹر صاحب نے آپ کے خلاف جو ریمارک دئے ہیں ان کی روشنی میں آپ سے کیوں نہ ایکشن لیا جائے۔

۳۔ آپ ہیڈ مولوی ہوتے ہوئے بغیر میری اجازت ۲۵ مارچ ۱۹۶۲ء کو احمدیوں کے ساتھ منعقدہ مباہلہ میں شامل ہونے کے لئے کیوں سورو گئے۔

قدرت خداوندی کہ مباہلہ کے چھ ماہ بعد ان سے جواب طلبی کی جاتی ہے کہ تم بغیر اجازت مباہلہ میں شرکت کے لئے سورو گئے۔

کیا یہ ایک ہیڈ مولوی کی بے عزتی نہیں کہ بجائے اس کے کہ منتظمین اس کی پیٹھ ٹھونکتے اور اس کی ڈھارس بندھاتے کہ تم نے اس معرکہ میں اچھا کام کیا الٹا ان لوگوں نے نفرت کا اظہار کیا اور جواب طلبی کی۔

مورخہ ۲۱ ۱۲/۶۲ کو مدرسہ نعمانیہ کی مینجنگ کمیٹی کی ایک میٹنگ ہوئی اور مولوی شوکت علی صاحب کے متعلق معاملات پیش ہوئے۔ مولوی صاحب کھڑے ہو کر جواب دینے لگے مگر سیکرٹری صاحب نے انہیں زبردست ڈانٹ پلائی اور کہا کہ اپنی تقریر بند کر دیں۔ اس طرح مینجنگ کمیٹی کے سامنے ان کی ذلت و خواری ہوئی۔

اس کے بعد قریباً دو تین ماہ تک مولوی صاحب صدر اور سیکرٹری صاحب کی کڑی نگرانی میں بہت سہمے ہوئے کام کرتے رہے اور بالآخر اس نوکری سے بھی نہایت ہی ذلت و خواری سے ان کو ہاتھ دھونا پڑا۔ جس کی بظاہر وجہ یہ ہوئی کہ مورخہ ۱۶ ۳/۶۳ کو جب کہ مباہلہ کی مدت ختم ہونے میں چند دن باقی تھے مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نے مولوی شوکت علی صاحب کو بھدرک سے پچاس میل کے فاصلہ پر بالیسر نامی جگہ پر بغرض وعظ لے جانا چاہا۔ مولوی شوکت علی صاحب نے اس کے لئے سیکرٹری صاحب مینجنگ کمیٹی مدرسہ کو درخواست رخصت دی۔ درخواست میں لکھا کہ میں فلاں مقام پر جانا چاہتا ہوں۔ سیکرٹری صاحب نے جواب دیا کہ آپ مدرسہ کے ملازم ہیں ان کاموں سے آپ کو کوئی سروکار نہیں۔ اس لئے چھٹی نہیں دی جا سکتی۔ لیکن مولوی صاحب سیکرٹری کے حکم کو بالائے طاق رکھتے ہوئے بالیسر چلے گئے۔ واپسی پر سیکرٹری صاحب نے کیفیت طلبی کی۔ مولوی صاحب نے جواب میں سیکرٹری صاحب کے لئے ہتک آمیز الفاظ لکھے سیکرٹری صاحب نے مینجنگ کمیٹی کا اجلاس بٹھایا اور اس میں سارا معاملہ رکھا۔ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ چار ممبران کی ایک سب کمیٹی مقرر کر دی جائے۔ اور وہ ان حالات پر غور کرے۔

سب کمیٹی میں جو چار ممبران نامزد کئے گئے ان میں صدر کمیٹی کو چھوڑ کر باقی تینوں ممبران مولوی حبیب الرحمٰن صاحب اور مولوی شوکت علی صاحب کے ہمنوا تھے۔

اس سب کمیٹی کا اجلاس ہوا اور جملہ حالات پر غور کرنے کے بعد کمیٹی نے متفقہ فیصلہ کیا کہ مولوی شوکت علی صاحب کو ملازمت سے علیحدہ ہو جانا چاہیئے اور انہیں حکم دیا جائے کہ استعفاء دے کر ملازمت سے علیحدہ ہو جائیں۔

اس فیصلہ کے بعد ان کی مزید ذلت یہ ہوئی کہ انہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ ۱ ۴/۶۳ تک استعفا داخل کر دیں مگر انہوں نے ہٹ دھرمی دکھائی اور استعفا داخل کرنے سے گریز کیا اور کہا کہ جب تک مجھے کارگزاری کے ایام کی تنخواہ نہیں نہیں ملے گی۔ استعفا نہیں دونگا۔ سیکرٹری صاحب نے کہا کہ وہ چارج دے دیں ۲ ۴/۶۳ کو انہیں تنخواہ بھی دے دی جائے گی مگر انہوں نے استعفا نہ دینا تھا نہ دیا۔ آخر سیکرٹری صاحب نے شیخ یوسف علی صاحب ممبر [illegible] کمیٹی کو لکھا کہ مولوی شوکت علی صاحب سے کمیٹی [illegible] مدرسہ کا چارج لے لیں اور تنخواہ [illegible] مولوی صاحب نے کہا میں سیکرٹری صاحب سے تنخواہ نہیں لونگا کیونکہ وہ میرے [illegible] بالآخر کمیٹی نے ایک [illegible] نوکری سے ڈسچارج کر دیا اور کمیٹی [illegible] اگر فلاں تاریخ تک مولوی صاحب [illegible] ان کی تنخواہ کی رقم خزانہ [illegible] اس پر بھی مولوی شوکت علی صاحب [illegible] چارج نہ دیا۔ اور صدر [illegible] انتظامیہ کمیٹی نے [illegible] پولیس کے [illegible] تا بذریعہ پولیس انہیں مدرسہ [illegible] دیا جائے۔

سیکرٹری صاحب اس معاملہ کو پیش کرنے کے لئے تھانہ جا رہے تھے کہ کمیٹی کے ایک ممبر [illegible] صاحب نے سیکرٹری صاحب کو روکا اور کہا آپ کچھ وقت رک جائیں۔ میں مولوی صاحب کو سمجھاتا ہوں بالآخر ان کے سمجھانے پر مولوی صاحب مدرسہ کا چارج دے کر بہت ذلت اور خواری سے مدرسہ سے الگ ہو گئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ہمیشہ کے لئے ایک بیّن اور واضح نشان قائم کر گئے۔

اے مخالفین حضرت مسیح موعود علیہ السلام للہ تعصب کی پٹی اتار کر غور کرو اور سوچو کہ کیا یہ عذاب شدید نہیں حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں

سخت است پس از جاہ بہ تحکم بردن

یعنی ایک عہدے اور مرتبہ پر فائز ہو کر زبردستی نکالا جانا بہت سخت ہے۔

اب یہ مولوی صاحب مدرسہ سے علیحدہ ہو کر ایک تنگ و تاریک کمرہ میں سر بازار کچھ علاج معالجہ کے بہانہ سے روزی کمانے کے لئے بیٹھے ہیں۔ روحانی بیماروں کو تو شفا نہ دے سکے کیونکہ خود ہی روحانی بیمار تھے جسمانی بیماروں کو کیا شفا دیں گے۔

امامت اور مکان سے بھی ہاتھ دھونا پڑا

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ مولوی صاحب سر بازار ایک تنگ و تاریک کمرہ میں دن گزار رہے ہیں کیونکہ ان سے وہ رہائشی مکان بھی چھین لیا گیا جہاں وہ مع اہل وعیال قیام پذیر تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی مسجد ملاں ساہی کی امامت سے بھی ہاتھ دھونا پڑا ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر آ چکا ہے مولوی شوکت علی صاحب ملاں ساہی مسجد کے امام بھی تھے۔ اور جناب عبد القدوس صاحب رئیس ملاں ساہی متولی مسجد نے خود ان کو امام الصلوٰۃ کے عہدہ پر مقرر کیا تھا۔

محلہ ملاں ساہی میں [illegible] اسلام نامی ایک انجمن قائم ہے جس کے صدر بھی عبد القدوس صاحب ہیں [illegible] اسی انجمن کے ممبران چندہ [illegible] باقاعدگی سے مولوی شوکت علی صاحب

کو مبیاوصہ امامت و خطبہ جمعہ بھی ادا کرتے تھے ۔ اور ان
کی اور ان کے اہل و عیال کی رہائش کے لئے ایک
عمدہ مکان بھی انجمن کی طرف سے دیا گیا تھا
انجمن صادق الاسلام کے سیکرٹری کا شیخ
[illegible] صاحب ہیں ۔۔ مولوی صاحب کے
یہ معاملہ ہوا کرتے تھے ۔ اور گذشتہ اوقات
چندہ [illegible] ہم کرنے پر در مولوی تھاپائی جیب خاص
سے ان کا [illegible] بھی ادا کر دیا کرتے تھے ۔ مگر
حدیث کہ سیدنا حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ
وسلم فرماتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ کسی بندے
پر راضی ہوتا ہے تو فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ میرے
اس بندے کی قبولیت دنیا میں پھیلا دو ۔ اور
جب کسی پر ناراض ہوتا ہے تو فرشتوں کو حکم دیتا
ہے کہ دنیا میں اس کے لئے نفرت کے جذبات
پھیلا دو ۔ اور مباہلہ سورو کے بعد ایسے حالات
پیدا ہوئے کہ جناب عبد القدوس صاحب سیٹھ
اور شیخ حنیف الدین صاحب کا دل مولوی صاحب
سے برگشتہ ہونے لگا ۔

گذشتہ رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ ہجری
میں یہ واقعہ ہوا ۔ کہ مسجد ملاں ساہی میں مولوی
شوکت علی صاحب تین چار دن نماز تراویح پڑھا
کر مدینے کے لئے باہر چلے گئے متولی صاحب نے
ایک دوسرے صاحب سراج الدین نامی کو تراویح
کے لئے مقرر کیا ۔ اور یہ بھی تجویز ہوئی کہ اب
مولوی شوکت علی صاحب کو تراویح اور عید کی
نماز نہیں پڑھانے دی جائے گی ۔ دو تین دن
کے بعد جونہی شوکت علی صاحب واپس آئے
تو سیکرٹری صاحب انجمن صادق الاسلام اور
متولی مسجد ملاں ساہی نے ان پر [illegible] کی
اور انہیں تراویح کی نماز نہیں پڑھانے دی ۔
معاملہ طول پکڑ گیا ۔ بار ہا مسجد میں شور و غل
ہوا ۔ اور مولوی صاحب کو سخت توہین آمیز الفاظ
کہے گئے ۔

اسی رمضان شریف کے ایک جمعہ میں سیکرٹری
صاحب انجمن صادق الاسلام کے ساتھ مولوی صاحب
کی جھڑپ ہو گئی ۔ جس پر بڑا ہنگامہ بپا ہوا اگر
مولوی صاحب کو تراویح کی نماز نہیں پڑھانے
دی گئی ۔

ان واقعات کی خبر جب مولوی حبیب الرحمٰن
صاحب کو ہوئی تو وہ خود مسجد تک پہنچے ۔ لوگوں
کو سمجھایا اور یہ بھی کہا کہ بھائیو دیکھو سورو میں
ہمارا احمدیوں سے مباہلہ ہوا ہے اس کی میعاد
۵ مارچ ۱۹۶۳ء ہے ۔ آپ لوگ ہمارے
اپنے آدمی ہو کر مولوی شوکت علی صاحب کی
بے عزتی کرتے ہیں ۔ اور انہیں نکالنے کے
درپے ہیں ۔ اس بے عزتی کو احمدی لوگ معلوم
کر کے اپنی فتح اور کامیابی پر دلیل لائیں گے ۔
اس لئے سراج الدین صاحب کو آج تک کی
اجرت دے کر علیحدہ کر دو اور حسب سابق مولوی
شوکت علی صاحب کو تراویح پڑھانے دو ۔
اور عید بھی وہی پڑھائیں ۔ انہیں ہی امام الصلوٰۃ
رکھو ۔ اسی طرح مباہلہ کی میعاد گذر جائے
مگر خدائی فیصلہ کس طرح ٹل سکتا تھا ۔ متولی
صاحب مسجد ملاں ساہی جو مولوی حبیب الرحمٰن
صاحب کے حقیقی ماموں زاد بھائی ہیں ۔ کہنے
لگے میں قسم کھا چکا ہوں کہ مولوی شوکت علی
صاحب کو امام الصلوٰۃ رکھنے کی ذمہ داری نہ
لوں گا ۔ بالآخر بعض دوسرے لوگوں سے
مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نے کہا کہ آپ لوگ
مولوی شوکت علی صاحب کا وظیفہ ادا کر دیا کریں
اور یہ بھی کہا کہ اس سارے معاملہ کو بالکل پوشیدہ
رکھو ۔ مگر اتنا اہم معاملہ کس طرح پوشیدہ رہ
سکتا تھا ۔ آخر سب کچھ ظاہر ہو گیا ۔ سراج الدین
صاحب کے بعد محلہ والے ایک اور حافظ صاحب
کے پیچھے نماز تراویح ادا کرتے رہے ۔ رمضان
کے آخری دنوں میں زبردستی مولوی شوکت علی
صاحب نے تین چار روز تراویح کی نماز پڑھائی
مگر متولی صاحب مسجد جناب عبد القدوس صاحب
نے مولوی صاحب کے پیچھے نماز نہیں پڑھی بلکہ
وہ جمعہ کی نماز اور تراویح کی نماز ایک دوسری
مسجد میں جا کر ادا کرتے رہے ۔ بالآخر امامت
سے اور اس مکان سے جس میں مولوی صاحب
مقیم تھے' انہیں ہاتھ دھونا پڑا ۔

ان حالات کا اثر مولوی صاحب پر ہونا
ضروری تھا ۔ ایک دن ایک دوکاندار نے
جو کسی دوسرے محلہ کا ہے مگر محلہ ملاں ساہی
میں دوکان کرتا ہے مولوی شوکت علی صاحب
سے دریافت کیا کہ مباہلہ کا کیا معاملہ ہے
مولوی شوکت علی صاحب کہنے لگے ارے بھائی!
دیکھو قادیانیوں سے سورو میں مباہلہ ہوا
تھا ۔ میں بھی اس میں شریک تھا ۔ مگر ہمارے
اپنے بھائی ہمارے پیچھے پڑ گئے ہیں ۔ میری
بے عزتی کرتے ہیں گالی گلوچ کرتے ہیں ۔ اگر
قادیانی یہ خبر سن پائیں تو بہت برا ہو گا ۔

خلاصہ کلام یہ کہ مباہلہ سورو کی روحانی
جنگ میں مولوی عبد القدوس صاحب ' اور
مولوی شوکت علی صاحب ' مولوی حبیب الرحمٰن
صاحب کے جرنیل اور کرنیل کے طور پر تھے اور
مباہلہ کے بعد ان تینوں نے ذلت و خواری اور
عذاب کا مزا چکھا ۔ اور مولوی حبیب الرحمٰن صاحب
نہ صرف خود ہی ذلت و رسوائی کے سمندر میں
غرق ہوا بلکہ اپنے ساتھیوں کو بھی لے ڈوبا
ہے ۔

خنجر پر دوں پر پڑے ان کے شرارے
نہ ان سے رک سکے معتقد ہمارے
کہاں مرتے تھے ۔ پر تو نے ہی مارے

(باقی آئندہ)

م کیسا برجستہ جواب دیا کہ
"جناب میں تو اسی غلہ کی تلاش میں آپ
کے تیرتھ استھان ماسکو بھی گیا تھا مگر
وہاں تو معلوم ہوا کہ غلے کے اسٹور
میں دوسروں کو دینے کے لئے ایک
دانہ نہیں"
اسی کے ساتھ یہ خبر بھی پڑھ لیجئے کہ ابھی ایک
روسی کو عدالت کی طرف سے سزا دی گئی کیونکہ اس
نے ڈبل روٹی کتے کو کھلا دی تھی ۔ یہ تو روس کا حال ہے
اسی پر اس کے چھوٹے بھائی چین کا قیاس کر لیجئے !!

شذرات

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

حملہ کا سگنل

اور اب سنئے جنگ و جدال میں ہوشمندی
کی باتیں ۔ اور دوستوں پر بے اعتمادی کی خبریں
امریکہ برطانیہ اور روس نے ایٹمی تجربات
پر جزوی پابندی قبول کر کے دنیا کی سیاست کو
ایک نئے موڑ میں داخل ہونے کا موقعہ دیا ہے
یوں تو زمین فضا اور سمندروں میں اتنے
تجربات ہو چکے ہیں کہ اب مزید تجربات کی کوئی
ضرورت نہیں ۔ ان تینوں ممالک نے اپنے اپنے
ایٹمی ہتھیاروں کی طاقت و توانائی کا کافی تجربہ
کر لیا ہے اور اس کا صحیح اندازہ لگا لیا ہے کہ
اگر ایک دوسرے پر حملہ کرنا پڑا تو کتنے ہتھیاروں
کی ضرورت پیش آئے گی ۔ تینوں طاقتیں جب
اپنے اپنے ہتھیاروں کا اندازہ کر کے مطمئن ہو
گئیں تو اب انہوں نے زمین ' فضا اور سمندر
میں تجربات کی ممانعت کے معاہدہ پر دستخط کر دئے
رہ گیا زیر زمین تجربہ تو اس کا دروازہ ابھی
کھلا رکھا گیا ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تجربے
ابھی مکمل نہیں ہوئے ۔

فرانس ' جس کے ایٹمی تجربات ابھی نامکمل
ہیں ۔ ابھی تک محض صحرائے افریقہ میں چند
دھماکے اس نے کئے ہیں ۔ یہ اس معاہدے
سے سخت نالاں ہے ۔ یہ چاروں شہسواروں
میں شامل ہونا چاہتا ہے ۔

اور اب سنئے پانچویں شہسوار کی بات
یعنی چین ۔ یہ بھی ایٹمی توانائی رکھنے والوں
کی صف میں آنا چاہتا ہے ۔ اس لئے یہ روس
سے بگڑ بیٹھا کہ قبل از وقت یہ معاہدہ کیوں
کیا گیا ۔ ان دونوں کا مطالبہ یہ ہے کہ
جس طرح تم تینوں نے ایٹمی پٹاخے چھوڑ چھوڑ
کر دنیا کا موسم بگاڑ ڈالا ہے ' ذرا دیر اور
ٹھہرتے تو ہم بھی اسی طرح کے چند پٹاخے چھوڑ
لیتے پھر یہ معاہدہ کرتے ۔

خیر یہ تو ان دونوں قوموں کا ذکر خیر
تھا جو ہوسِ ملک گیری میں مشہور ہیں ۔ اب
ان تینوں کا حال سنئے جنہوں نے اس معاہدے
پر دستخط کرنے میں پہل کی ہے ۔ کیا اس کے بعد
ان تینوں کو سکھ کی نیند آنے لگی ۔ نہیں ۔ ان
تینوں کو معلوم ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے
اسلحہ خانے میں اتنے سامان ہیں کہ وہ گھنٹہ
آدھ گھنٹہ میں دوسرے ملک کو تباہ کر سکتا ہے
ان تینوں کی بے اطمینانی اس خبر سے
ظاہر ہے کہ اس معاہدے کے بعد برطانیہ
میں ایک مینار بنایا گیا ہے جس پر ایک ایسا
راڈر نصب کیا گیا ہے جو برطانیہ کو روسی حملہ
کی محض چار منٹوں میں اور امریکہ کو پندرہ
منٹوں میں خبر دے دیگا ۔ وہ معاہدہ اگر مطلع
تھا تو یہ اس کا مقطع ہے ۔

روس اور چین میں غلہ کی کمی

اور اب سنئے یہ خبر کہ روس امسال کینیڈا
سے دس لاکھ ٹن گیہوں خرید رہا ہے اور چین
میں غلہ کی اتنی کمی ہو گئی ہے کہ امریکہ جیسا مخالف
چین اس کی مدد کرنے کی تجویز پر غور کر رہا ہے ۔
ابھی تک تو بھارت کی سوشلسٹ اور
کمیونسٹ پارٹیاں حکومت ہند خصوصاً زراعت
اور منصوبہ بندی کی وزارتوں پر نکتہ چینی کرتی
تھیں کہ منصوبے پر منصوبے بنائے جا رہے
ہیں مگر ملک زراعت میں خودکفیل نہیں ہوتا یہ
معلوم نہیں کہ اس خبر کے بعد وہ روس اور چین
کی حکومتوں کے کس طرح منہ آئیں گی ۔ بھارت
تو صرف پنج سالہ منصوبہ بناتا ہے اور روس
سات سالہ منصوبے بناتا ہے ۔ اس نے زراعت
کا سات سالہ منصوبہ بنا کے اس کا خوب ڈھنڈورا
پیٹا تھا اور کہا تھا کہ آج ایک امریکی ایک
روسی سے چار گنا زیادہ کھاتا ہے ان منصوبوں
کے بعد ایک روسی ایک امریکی سے آٹھ گنے
زیادہ کھائے گا ۔ لیکن اس منصوبہ بندی کا
کیا حشر ہوا ۔ روس دانہ دانہ کا محتاج ہو گیا
اور کینیڈا سے دس لاکھ ٹن گیہوں خریدنے پر
مجبور ہوا ۔

اس جگہ یہ بھی دھیان رکھیئے کہ روس کی
آبادی ہندوستان کی نصف آبادی سے بھی کم ہے
یعنی صرف بیس کروڑ کے لگ بھگ ۔ اور ملک
ہندوستان سے پانچ گنا بڑا ہے ۔ وہ ایک
ترقی یافتہ ملک کہلاتا ہے ۔ وہ زمین پر بیٹھ
کر زہرہ و مریخ کی باتیں کرتا ہے ۔ اس کے
جوان فضا میں دو تیز سو میل کی بلندی پر
دنیا کا چکر لگاتے ہیں ۔ اور اب چاند پر جانے
کے لئے فضا میں ایک سٹیشن بنانے کی تیاریاں
ہو رہی ہیں ۔ وہ سائنس کے زور پر مصنوعی
بارش برسا سکتا ہے اور بہترین کھادوں اور
ٹریکٹروں کے ذریعہ سے مردہ زمین کو زندہ کر
سکتا ہے ۔ روس کی یہ طاقت و قدرت بتائی
جاتی ہے لیکن یہ کیا بات ہے کہ ان تمام ہوشیاریوں
کے باوجود زمین سے حسب مرضی غلہ اگانے کی
طاقت نہیں رکھتا ۔ کیا آج روسیوں کو قرآن کی
اس آیت پر ایمان لانے کی توفیق مل سکتی ہے ۔
یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر

یہ بڑے مزے کی بات ہے کہ پارلیمنٹ میں
ایک کمیونسٹ لیڈر نے سابق وزیر غذا مسٹر پاٹل
پر یہ اعتراض کیا تھا کہ آپ غلہ کی تلاش میں
ہمیشہ امریکہ ہی کیوں جاتے ہیں ۔ تو انہوں نے
(باقی کالم ۵ پر)

مسیحی مذہب ——— ایک نیا جائزہ

از جناب کیپٹن بشیر احمد صاحب

مسیحی مذہب کی تردید میں بے شمار کتب اور مضامین شائع ہو چکے ہیں نیز یہ سلسلہ کسی نہ کسی رنگ میں ہنوز جاری ہے۔ ان کتب و مضامین میں مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے اس مذہب کی تعلیمات پر غور کیا گیا ہے۔ غور کرنے والے نہ صرف یہ کہ غیر مسیحی ہی ہیں۔ بلکہ ان میں مسیحی ناقدین کا بھی ایک بڑا لشکر ہے۔ اور ہم بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اس قدر وافر مواد کی موجودگی میں اب اس مذہب کے خلاف جو کچھ بھی لکھا جائے گا اسے اضافہ نہیں کہا جا سکتا۔ سرمایہ دارانہ نظام جس کے محور کے گرد دنیا کی ہر چیز تیلی کے بیل کی طرح طواف کر رہی ہے ایسا گمان ہوتا ہے کہ گویا اس نظام حیات نے نوع انسان کے دلوں میں سے مذہب کو بے دخل کر دیا ہے اور اپنی اجارہ داری قائم کر لی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ جو ممالک اس مغرب زدہ مسیحیت نیز اس کے لٹریچر کی تبلیغ و اشاعت پر بے شمار دولت پانی کی طرح بہا رہے ہیں اور جنہوں نے دنیا کے چپہ چپہ پر اپنے مبلغین مقرر کر رکھے ہیں وہی ممالک سرمایہ داری نیز جنگ بازی میں تمام دنیا پر سبقت لے گئے ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ انہوں نے اپنے مفاد کی خاطر ایک تہائی دنیا کو غلامی یا نیم غلامی میں جکڑ رکھا ہے۔ ان میں سے بہت سے ممالک تو طویل جد و جہد کے بعد ان ظالموں کے چنگل سے نکل چکے ہیں۔ اس حقیقت کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بیکاری، تہی دستی، فاقہ یا نیم فاقہ، جنگ یا سرد جنگ نیز طبقاتی کشمکش کی ذمہ داری بالبداہت سرمایہ دارانہ نظام پر ہی عاید ہوتی ہے۔ مسیح ان دلخراش حالات کا تجربہ اپنی قوم میں کر چکے تھے یہی وجہ تھی جو انہوں نے اپنے مذہب کی بنیاد ایک ایسے اصول پر رکھنی چاہی تھی جو جس میں نہ تو طبقات ہوں اور نہ مالی ناہمواری۔ مگر افسوس کہ مغرب کے بازیگروں نیز مسیح کے بعض ریاکار شاگردوں نے بجائے اس کے کہ مسیحی جماعت کو مسیح کے لائے ہوئے مذہب کے سانچہ میں ڈھالتے انہوں نے اپنی خواہشات کے سانچہ میں مسیح کے پاک مذہب کو ڈھال کر اور اس کی اخلاقی قدروں کو ملیا میٹ کرنے کے بعد سؤر، شراب اور قمار بازی کی حرمت کو مٹا ڈالا۔

یاد رہے کہ مسیحی مذہب کی ساخت و پرداخت جاگیردارانہ سرمایہ داری کے دور میں ہوئی تھی اس لئے آج ہم اختصار کے ساتھ اس امر پر غور کریں گے کہ آیا موجودہ مغرب زدہ مسیحی مذہب کی عمارت اسی بنیاد پر قائم ہے جو انجیل کی بنیادی تعلیم کے مطابق مسیح نے ڈالی تھی؟ اس طرح یہ مضمون اپنی نوعیت کے اعتبار سے نیا ہی کہا جا سکتا ہے۔ اب اگر یہ مضمون قارئین کرام کی دلچسپی کا موجب ثابت ہوا تو ہم اس سلسلہ کو جاری رکھنے کی کوشش کریں گے۔ انشاء اللہ نیز اپنے موقعہ پر مسیحی تعلیمات پر بھی روشنی ڈالیں گے۔ ہم ذمہ دار مسیحی حضرات سے بھی درخواست کریں گے کہ وہ تعصب اور خود بینی کی رو میں نہ بہہ جائیں۔ بلکہ ایمانداری اور انصاف کے ساتھ غور فرمائیں تا وہ اس امر کا صحیح اندازہ لگا سکیں کہ آیا ان کے ایمان کی عمارت ریت پر قائم ہے یا چٹان پر۔

آئے دن نئے نئے فرقوں کا پیدا ہونا اور ساتھ ساتھ یہ منصوبے بھی بنانا کہ کم و بیش کل کلیساؤں کے درمیان ایک سمجھوتے کے مطابق اتحاد قائم ہو جائے کیا اس امر کا بین ثبوت نہیں کہ اس مغرب زدہ مسیحیت کی جڑیں کھوکھلی ہو چکی ہیں۔ گزشتہ نصف صدی کے درمیان مسیحی مذہبی رسوم میں بہت کچھ تبدیلی ہوئی۔ اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ گویا مادی تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ مسیحی مذہب کی قدریں بھی تبدیل ہو رہی ہیں۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ جب مغرب اور غیر ملکی مشنریوں نیز ان کے مٹھی بھر ہندوستانی کاسہ لیسوں کی شاطرانہ چالوں کی وجہ سے زیر نظر غلط عقیدہ پر نہ تو انہوں نے خود غور کیا اور نہ عوام کو غور کرنے دیا۔ اس طرح یہ پھوڑا اندر ہی اندر پک رہا ہے۔ اور اگر یہی لیل و نہار رہے تو وہ دن دور نہیں جبکہ یہ پھوڑا مسیحی جماعت کو من حیث المجموع اپنی لپیٹ میں لے لے۔ مغربی بدتہذیبی جسے تہذیب نو کہہ کر مسیحی جماعت ناشعوری کے نشہ میں اس پر فخر کر رہی ہے اس نے مسیحی معاشرہ نیز اس کی اخلاقی قدروں میں اس غضب کی عفونت پیدا کر دی ہے کہ ہر سنجیدہ شخص جب اس کے پاس سے گزرتا ہے تو ناک پر رومال رکھ لیتا ہے۔

یہودی قوم فقیہوں، فریسیوں، سردار کاہنوں اور کاہنوں کے پنجہ میں گرفتار تھی۔ مذہب کے پردہ میں عوام کا خون بڑی بیدردی کے ساتھ چوسا جا رہا تھا اور طرح طرح کے مذہبی ٹیکس ان کی پسینے کی کمائی کو لوٹنے کے لئے ان پر عاید کئے گئے تھے۔ اور کئی قسم کی قربانیاں جو یہوواہ نے ان کے گناہوں کے کفارہ کے بطور مقرر کی تھیں یہی قربانیاں گناہوں کے لائسنس کا کام دینے لگی تھیں۔ ایسے حالات کا تقاضا پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ یہودی قوم میں کوئی مصلح مبعوث ہوتا۔ کہ وہ اس انتہائی تکلیف دہ غلامی سے عوام کو مخلصی دلاتا۔ اور انسانی عظمت کو بحال کرتا۔ مالی توازن قائم کر کے اونچ نیچ کا فرق مٹاتا۔ اور استحصال کی تمام راہیں بند کرتا۔

یاد رہے کہ یہودی مذہب میں نجات کا تصور وہ نہیں جو مسیحی مذہب کی کتابوں میں ہے یہودی مذہب کے مطابق نجات نام ہے دولت کی فراوانی اور درازی عمر کا۔ لیکن غور کا مقام ہے کہ اسی عقیدے نے یہودی قوم کے درمیان قوم پرست نوجوانوں کے دلوں میں ان مذہبی اجارہ داروں کی لوٹ اور استبداد کے خلاف انتقام کے جذبات کروٹیں لے رہے تھے۔ اور وہ بڑی بے چینی کے ساتھ مسیح کی آمد کے منتظر تھے۔ اس لئے کہ مسیح کی آمد کے متعلق یہودی عوام میں پرانے عہد نامہ کے مطابق یہ غلط عقیدہ راسخ ہو چکا تھا کہ مسیح ایک عظیم الشان بادشاہ کی حیثیت میں مبعوث ہوں گے۔ اس طرح وہ ان کو رومیوں کی غلامی سے آزاد کر کے یہودیوں کے لئے ایک شاندار حکومت قائم کریں گے۔ لیکن جب مسیح ان کی توقع کے خلاف ایک غریب نجار کے خاندان میں پیدا ہوئے تو ان کی امیدوں پر پانی پڑ گیا۔ بہر حال مسیح جب جوان ہوئے تو انہوں نے واضح الفاظ میں اعلان کر دیا کہ "وہ بھاری بوجھ (ٹیکس) جن کا اٹھانا مشکل ہے۔ لوگوں کے کندھوں پر رکھتے ہیں .... پودینے اور سونف اور زیرے پر دہ یکی دیتے ہو اور تم نے شریعت کی بھاری باتوں یعنی انصاف اور رحم اور ایمان کو چھوڑ دیا ہے" تو پھر وہی یہودی جو ہر روز پرانے عہد نامہ میں مسیح کی آمد کی علامتیں ڈھونڈا کرتے تھے اب مسیح کے خون کے پیاسے بن گئے۔

اس تمہید کے بعد اب ہم انجیل میں مسیحی مذہب کی بنیادی تعلیم کا پتہ لگا کر اس امر پر غور کریں گے کہ آیا موجودہ مسیحی مذہب کی ایسی بنیاد پر قائم ہے جس کی داغ بیل مسیح نے ڈالی تھی۔ دوسرے کیا ان تمام غیر خوشگوار حالات کا سدباب ہوا جن کے سدباب کے لئے مسیح مبعوث ہوئے تھے۔ چنانچہ لوقا ۱/۵۱-۵۳ میں یسوع کی والدہ مقدسہ مریم اپنے مشہور گیت میں یہ اعلان کرتی ہیں کہ

"جو اپنے تئیں بڑا سمجھتے تھے ان کو پراگندہ کیا۔ اس نے اختیار والوں کو تخت سے گرا دیا۔ اور پست حالوں کو بلند کیا۔ اس نے بھوکوں کو اچھی چیزوں سے سیر کر دیا۔ اور دولتمندوں کو خالی ہاتھ لوٹا دیا۔"

پھر اسی کتاب کے ۳/۴-۶ میں یسعیاہ نبی کی کتاب کے حوالہ سے یوحنا بپتسمہ دینے والے یوں اعلان کرتے ہیں:-

خداوند کی راہ تیار کرو اس کے راستے سیدھے بناؤ ہر ایک گھاٹی (محنت کش عوام) بھر دی جائے گی۔ اور ہر ایک پہاڑ اور ٹیلہ (جاگیردار اور دولتمند) نیچا کیا جائے گا اور جو ٹیڑھا ہے سیدھا اور جو اونچا نیچا (مالی ناہمواری) ہے ہموار راستہ بنے گا۔"

ان اعلانات پر غور کرنے سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ مسیحی مذہب کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ مالی ناہمواری کو جو تمام برائیوں کی جڑ ہے دور کر دیا جائے۔ نیز دولت پر چند افراد کی اجارہ داری کے جملہ امکانات کو مٹا ڈالا جائے۔

مسیح نے مسیحی مذہب میں شامل ہونے کے لئے جو شرائط مقرر کیں وہ یہ ہیں:-

۱۔ "اور اس نے سب سے کہا کہ اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی سے انکار کرے اور ہر روز اپنی صلیب اٹھائے۔ اور میرے پیچھے ہو لے"

(لوقا ۹/۲۳)

ان شرائط کی وضاحت مسیح یوں کرتے ہیں:-

"کوئی آدمی دو مالکوں کی خدمت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یا تو ایک سے عداوت رکھے گا اور دوسرے سے محبت۔ یا ایک سے ملا رہے گا اور دوسرے کو ناچیز جانے گا۔ تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے" (متی ۶/۲۴)

وہ صرف

"ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے"

والے اصول کے قائل تھے اور یہی دعا انہوں نے اپنے مومنین کے لئے مقرر کی۔

اب ہم انجیل سے اس امر کا بھی پتہ لگائیں گے کہ مسیح کو دولت کی فراوانی، دنیاوی بادشاہوں اور ان کی شان و شوکت سے سخت نفرت کیوں تھا۔ اس کا اصل سبب کیا تھا جو وہ پرانے عہد نامہ کی اس تعلیم کے بھی خلاف ہو گئے تھے جس میں دولت خدا کی بخشش مانی گئی ہے۔ اس کے لئے ہمیں لوقا کی انجیل پہلے بالخصوص وہ آیات پر غور کرنا ہوگا۔

قطع نظر اس عجیب تعلیم کے کہ الوہیت کی ساری معموری اسی میں مجسم ہو کر سکونت کرتی ہے (کلسیوں ۲/۹) یعنی ایسی شخصیت کہ جس میں باپ بیٹا اور روح القدس تینوں سکونت کرتے تھے اور جس کو اس عجیب منطق کے مطابق خواہ باپ کہو یا بیٹا یا روح القدس چالیس دن بیابان میں ابلیس کے ساتھ ساتھ آزمائے جانے کے لئے بھوکا پیاسا پھرتا رہا ہو۔ حالانکہ انجیل کی تعلیم کے مطابق خدا ہرگز آزمایا نہیں جا سکتا (یعقوب ۱/۱۳) بڑا ہی حیرت ناک امر ہے۔ اور یہ جو ہم نے کہا کہ انجیل کی تعلیم کے مطابق مسیح کو خواہ باپ کہا جائے یا بیٹا یا روح القدس

کی تصدیق خود انجیل سے ہوتی ہے چنانچہ ایک مرتبہ فلپس نے مسیح سے یہ درخواست کی کہ باپ کو ہمیں دکھا تو آپ نے اس کا جواب یوں دیا کہ

"اے فلپس! میں اتنی مدت سے تمہارے ساتھ ہوں کیا تو مجھے نہیں جانتا۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے باپ کو دیکھا تو کیونکر کہتا ہے کہ باپ کو ہمیں دکھا۔ کیا تو یقین نہیں کرتا کہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے یہ باتیں جو میں تم سے کہتا ہوں اپنی طرف سے نہیں کہتا۔ لیکن باپ مجھ میں رہ کر اپنا کام کرتا ہے۔"
(یوحنا ۱۴ درمتی ۱۰-۱۱)

بالخصوص ساتھ ہی آیت جہاں یوں لکھا ہے:-

"اگر تم نے مجھے جانا ہوتا تو میرے باپ کو بھی جانتے۔ اب اسے جانتے ہو اور دیکھ لیا ہے"

ابلیس کا وہ دعوے جو لوقا ۵-۶ میں درج ہے غور طلب ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

"اور ابلیس نے اسے اونچے پر لے جا کر دنیا کی ساری بادشاہتیں پل بھر میں دکھائیں اور اس سے کہا کہ یہ سارا اختیار اور ان کی شان و شوکت میں تجھے دے دوں گا کیونکہ یہ میرے سپرد ہے اور جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں۔ پس تو اگر میرے آگے سجدہ کرے تو یہ سب تیرا ہوگا۔"

مسیح نے اسے سجدہ کرنے سے تو بیشک انکار دیا لیکن ابلیس کے دعوے کو اپنے عمل سکوت کے ذریعہ تسلیم کر لیا۔ پس اب جو مسیح نے ابلیس کے اس دعوے کو کہ بادشاہتیں اور ان کی شان و شوکت میرے سپرد ہے اور جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں' عمل سکوت کے ذریعہ تسلیم کر لیا تو اس کے بعد کس کو جرأت ہو سکتی ہے کہ مسیح کے اس مسلمہ کو رد کر سکے۔ اور اگر کوئی احمق ایسی بات کرے بھی تو ہم اس کے جواب میں "برکلہ خود باید زد" کہیں گے۔

بادشاہت اور شان و شوکت کا ردّ عمل از روئے بائیبل

اب ہم ... بادشاہت اور اس کی شان و شوکت کا جو ردّ عمل اولوالعزم شخصیتوں کی اخلاقی زندگیوں پر ہوا' اسے بائیبل ہی میں تلاش کرتے ہیں۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے قطع نظر متعدد اشخاص کے داؤد اور سلیمان کو بطور نمونہ از خروار ے لیتے ہیں۔ داؤد نہ صرف یہ کہ ایک ... اولوالعزم نبی اور زبور جیسی مشہور کتاب کے مصنف تھے بلکہ ان کا شمار اس وقت کے عالیشان بادشاہوں میں بھی تھا

گرد و پیش کے ممالک کے بادشاہ ان کا نام سن کر کانپ جاتے تھے۔ ان کے متعلق جس دلخراش[1] قصہ کو اس جگہ بیان کرنا چاہتے ہیں اس کا ذکر ۲ سیموئیل میں ہے۔ "اور ایک دن شام کو ایسا ہوا کہ داؤد اپنے بچھونے پر سے اٹھا اور بادشاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا۔ اور وہاں سے اس نے ایک عورت کو دیکھا جو نہا رہی تھی۔ اور وہ عورت نہایت خوبصورت تھی تب داؤد نے اس عورت کا حال دریافت کرنے کو آدمی بھیجے انہوں نے کہا کیا وہ الیعام کی بیٹی بنت سبع اوریا حتی کی جورو نہیں۔ اور داؤد نے لوگ بھیج کے اس عورت کو بلا لیا۔ چنانچہ وہ اس پاس آیا اور اس سے ہم بستر ہوا کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہوئی تھی۔ پھر وہ اپنے گھر کو چلی گئی اور وہ عورت حاملہ ہو گئی۔ سو اس نے داؤد پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں .... اور صبح کو داؤد نے ... کے لئے خط لکھا اور اوریا کے ہاتھ میں دے کے اسے بھیجا۔ اور اس نے خط میں یہ لکھا کہ اوریا کو سخت لڑائی کے وقت آگے کیجیو اور اس کے پاس سے پھر آئیو تاکہ وہ مارا جائے۔ اور رجاں بھی ہو۔ اور ایسا ہوا کہ یوآب جو اس شہر کے گرداگرد کی حالت دیکھنے گیا تو اس نے اوریا کو ایسے مقام پر جہاں اس نے جانا کہ جنگی لوگ وہاں ہیں مقرر کیا اور اس شہر کے لوگ نکلے اور یوآب سے لڑے۔ اور وہاں داؤد کے خادموں میں تھوڑے سے لوگ کام آئے اور اوریا بھی مارا گیا ...... اور جب سوگ کے دن گذر گئے تو داؤد نے اسے اپنے گھر میں بلا لیا۔ اور وہ اس کی جورو ہوئی اور اس کے ... بیٹا جنی۔ پر وہ کام جو داؤد نے کیا تھا خداوند کی نظر میں برا ہوا۔ (۲ سیموئیل باب ۱۱)"

اسی طرح حضرت سلیمانؑ کے متعلق بھی ایسا ہی ناقابل قبول واقعہ بائیبل نویسوں نے کچھ اس طرح بیان کیا کہ سلیمان بڑی شان و شوکت کا بادشاہ اور نبی تھا۔ ان کی تین سو بیویاں اور سات سو لونڈیاں تھیں۔ اس ایک ہزار کے لشکر میں کئی عورتیں بت پرست تھیں۔ مختصر یہ کہ ان بت پرست عورتوں کی تحریک پر سلیمان نے اپنے محل میں مندر بنوا کر ان میں بت نصب کئے۔ اس طرح خود بھی بت پرستی کا شکار ہو گئے ان کا حال سلاطین کے باب ۱۱ میں تفصیل کے ساتھ درج ہے۔ جسے ہم بخوف طوالت نظر انداز کرتے ہیں۔

بہرحال حضرت مسیح نے لکھا کہ بادشاہت اور اس کی شان و شوکت جو شیطان کی بخشش ہے اور اسے سجدہ کئے بغیر حاصل نہیں ہوتی

[1] یاد رہے یہ حوالہ نقل کفر کفر نباشد کے رنگ میں ہے ورنہ ہم احمدی' بائیبل کی ان باتوں کو درست نہیں سمجھتے۔ بلکہ ایسے بائیبل نویسوں کا پاک ہستیوں پر ناپاک حملہ تصور کرتے ہیں جس سے ان بزرگوں کی زندگیاں بالکل مبرا تھیں ۱۲

کس آسانی کے ساتھ دو اولوالعزم نبیوں کی نبوت پر غالب آگئی۔ اور اس کے بعد ان سے وہ گناہ کرائے کہ جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار ہو سکتا ہے کہ کوئی لاعلمی شخص یہ کہہ دے کہ ہم نے مسیحی مذہب نہیں بلکہ مسیحی معاشرہ کا ذکر کیا ہے۔ اس لئے اس جگہ ہم مسیحی مذہب کے لب لباب کو مسیح کے الفاظ میں پیش کرتے ہیں:-

"جب ابن آدم اپنے جلال میں آئے گا اور سب فرشتے اس کے ساتھ آئیں گے تو اس وقت وہ اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا۔ اور سب قومیں اس کے لئے جمع کی جائیں گی۔ اور وہ ایک کو دوسرے سے جدا کرے گا۔ جیسے چرواہا بھیڑوں کو بکریوں سے جدا کرتا ہے۔ اور بھیڑوں کو اپنے دہنے اور بکریوں کو اپنے بائیں کھڑا کرے گا۔ اس وقت بادشاہ اپنی بائیں طرف والوں سے کہے گا کہ آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو۔ جو بادشاہت کہ بنائے عالم کے وقت سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے اسے میراث میں لو کیونکہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ میں پردیسی تھا تم نے مجھے اپنے گھر میں اتارا۔ ننگا تھا مجھے کپڑا پہنایا۔ بیمار تھا تم نے میری خبر لی۔ قید میں تھا تم میرے پاس آئے۔ تب راستباز جواب میں اس سے کہیں گے۔ اے خداوند ہم نے کب بھوکا دیکھ کر کھانا کھلایا پیاسا دیکھ کر پانی پلایا وغیرہ بادشاہ جواب میں ان سے کہے گا میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ چونکہ تم نے میرے ان سب سے چھوٹے بھائیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ایسا کیا اس لئے میرے ہی ساتھ کیا اور پھر وہ بائیں طرف والوں سے کہے گا اے ملعونو میرے سامنے سے اس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ۔ جو ابلیس اور اس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ الخ" (متی ۲۵ / ۳۱-۴۶)

"اس دن بہتیرے مجھ سے کہیں گے اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور تیرے نام سے بد روحوں کو نہیں نکالا۔ اور تیرے نام سے بہت سے معجزے نہیں دکھائے۔ اس وقت ان سے میں صاف کہہ دوں گا میری کبھی تم سے واقفیت نہ تھی۔ اے بدکارو میرے سامنے سے چلے جاؤ۔"
(متی ۷ / ۲۲-۲۳)

مسیح نے بنیادی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کر کے اپنے شاگردوں کے لئے جو نمونہ پیش کیا اس کا نقشہ انجیل نویس یوں کھینچتا ہے:-

"لومڑیوں کے لئے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے لئے گھونسلے مگر ابن آدم کے لئے سر دھرنے کی بھی جگہ نہیں" (متی ۸/۲۰)

اور مسیح کے شاگردوں نے بھی اسی بنیادی تعلیم اور اس کی تشریحات کو اچھی طرح سمجھا اور اس کے مطابق کئی صدیوں تک زندگی بسر کرتے رہے۔

"اور ایمانداروں کی جماعت ایک دل اور ایک جان تھی اور کسی نے بھی اپنے مال کو اپنا نہ کہا بلکہ ان کی سب چیزیں مشترک تھیں اور رسول بڑی قدرت سے یسوع کے جی اٹھنے کی گواہی دیتے رہے اور ان سب پر بڑا فضل تھا کیونکہ ان میں کوئی بھی محتاج نہ تھا اس لئے کہ جو لوگ زمینوں یا گھروں کے مالک تھے۔ ان کو بیچ بیچ کر بکی ہوئی چیزوں کی قیمت لاتے اور رسولوں کے پاؤں (بیت المال) میں رکھ دیتے تھے۔ پھر ہر ایک کو اس کی ضرورت کے موافق بانٹ دیا جاتا تھا۔" (اعمال ۴ / ۳۲-۳۵ نیز کرنتھیوں ۸ / ۱۳-۱۵)

تثلیثی بپتسمہ سے خالی تین انجیلیں

یاد رہے کہ لوقا کی انجیل دوسری انجیلوں سے پرانی ہے اور اس نے بڑی چھان بین کے بعد اپنے امکان کے مطابق مسیح کے حالات جاننے والوں سے دریافت کر کے اپنے دوست تھیافلس کے لئے اپنی انجیل لکھی تھی۔ لوقا ہی نے رسولوں کے اعمال نامی کتاب لکھی تھی۔ رسولوں کے اعمال کو اگر عمیق نظر سے دیکھا جائے تو وہاں کل شاگرد متلاشیان مذہب کو تثلیثی بپتسمہ نہیں بلکہ صرف یسوع مسیح کے نام سے بپتسمہ دیتے رہے۔ لوقا کی انجیل میں بھی تثلیثی بپتسمہ کا ذکر نہیں۔ تثلیثی بپتسمہ کا ذکر صرف متی نے اپنی انجیل میں کیا ہے۔ جو تواتر سے ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ تثلیثی بپتسمہ قطعی طور پر بعد کی ایجاد ہے۔ مسیح نے اس بپتسمہ کا ہرگز حکم نہیں دیا۔ اس لئے کہ اگر مسیح نے تثلیثی بپتسمہ کا حکم دیا ہوتا تو ناممکن تھا کہ ان کے شاگرد صرف یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ دے کر ان کے حکم سے روگردانی کرتے۔ مرقس نے اپنی انجیل میں لفظ بپتسمہ ضرور استعمال کیا ہے لیکن اس سے تثلیثی بپتسمہ مراد لینا بڑی خطا ہوگی۔ اس لئے کہ تین انجیلوں میں نیز اعمال الرسل میں تثلیثی بپتسمہ کا مطلق ذکر نہیں ہے۔ گویا کثرت رائے تثلیثی بپتسمہ کے خلاف ہے۔

آپ نے دیکھا کہ بے پناہ دولت و اقتدار نے کس آسانی کے ساتھ داؤد اور سلیمان کی نبوت

کو مفتوح کرنے کے بعد ان سے کیسے گھناؤنے گناہ اور سنگین جرائم کا ارتکاب کرایا جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور جبکہ اولوالعزم انبیاء اور عالیشان بادشاہ بے پناہ دولت کے پھندے سے نہ بچ سکے تو اور وں کا کیا شمار۔ مسیح نے جب اپنے مذہب کی بنیاد رکھی تو اس وقت ان کی قوم کے یہ سب حالات ان کے سامنے تھے۔ وہ ان کالے کرتوتوں سے پوری واقفیت رکھتے تھے۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ بے پناہ دولت کا سمٹ کر ایک یا چند ہاتھوں میں آجانا بڑے خطرہ کا موجب ہے۔ اس لئے انہوں نے غریبی کو اپنے اور اپنے مومنین کی زندگی کے لائحہ عمل ٹھہرایا۔ "مبارک ہو تم جو غریب ہو کیونکہ خدا کی بادشاہت تمہاری ہے (لوقا ۶/۲۰) ان کی یہ خواہش تھی کہ ان کے لوگ صرف خدا پر بھروسہ رکھیں۔ .... فکرمند ہو کر یہ نہ کہو کہ ہم کیا کھائیں گے یا کیا پئیں گے یا کیا پہنیں گے۔ کیونکہ ان سب چیزوں کی تلاش میں غیر قومیں رہتی ہیں۔ اور تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تم ان سب چیزوں کے محتاج ہو (متی ۶/۳۲-۳۳)

لیکن افسوس تو یہ ہے کہ مسیح کے مذہب کو عیسائیوں نے زندہ درگور کر کے اس کی جگہ مغرب زدہ مسیحیت کے نام سے ایک مذہب جاری کیا ہے۔ جیسے ہم نے مضمون زیر نظر میں انجیل سے ثابت کر دیا۔

غور فرمائیے جب کہ مسیح کا مذہب ناقابل عمل ہونے کی وجہ سے خود مسیحیوں میں مقبول نہ ہو سکا تو وہ دوسروں کے لئے کس طرح قابل عمل ہو سکتا ہے۔ ہمیں مسیحی مبلغین کی روحانی عقلمندی پر بڑا تعجب ہے کہ وہ کس برتے پر اس قسم کی تقریریں کیا کرتے ہیں کہ مسیحیت عالمگیر مذہب ہے۔ نیز وہ تمام انسانوں اور زمانوں کے لئے یکساں ہے۔ اس کی موجودگی میں کسی دوسرے مذہب کی ضرورت نہیں ہے یا گنجائش نہیں ہے۔ لیجئے ہم نے ناقابل تردید دلائل سے اس امر کو انجیل کی بناء پر ثابت کر دیا کہ موجودہ مغرب زدہ مسیحیت کی عمارت اس بنیاد پر قائم نہیں کہ جس کی داغ بیل انجیل کی تعلیم کے مطابق مسیح نے ڈالی جس پر انہوں نے خود عمل کیا۔ اور جسے ان کے شاگردوں نے نہ یہ کہ سمجھا بلکہ اس پر عمل بھی کرتے رہے لیکن مغرب زدہ مسیحیوں کو مسیح کا مذہب پسند نہ آیا اس لئے انہوں نے دھیرے دھیرے اور پُراسرار طریقہ پر اس کو فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج اس نام نہاد مسیحیت میں بے شمار پہاڑ اور ٹیلے (بادشاہ، جاگیردار اور دیگر متمول لوگ) موجود ہیں جس کی وجہ سے گھاٹیوں (محنت کش عوام اور بے روزگار) کا تو شمار کرنا ناممکن ہو چکا ہے۔ وہ پکار پکار کر زبان حال سے کہہ رہے ہیں کہ:-

جب ابن آدم زمین پر آئے گا
تو کیا ایمان پائے گا۔

اور ہم یہی بات مضمون زیر نظر میں ثابت کر چکے ہیں کہ "نہیں" اس کے برعکس ان مغرب زدہ مسیحیوں کا ایمان شخصی اقتدار، سرمایہ داری، جنگ بازی، عیش و عشرت اور ایٹمی ہتھیاروں پر ہے۔

اسلام کی میانہ روی کی تعلیم

یہی وجہ تھی کہ اسلام نے میانہ روی کی تعلیم دی۔ نیز دولت کو ایک یا چند ہاتھوں میں سمٹنے سے روکنے کے لئے زکوٰۃ دینے نیز دوسرے نیک کاموں پر روپیہ خرچ کرنے پر زور دیا۔ بہرحال آج جس امر کو ہم نے بہ دلائل ثابت کر دیا ہے اس کے متعلق قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہم اپنے دوست یہودیوں اور مسیحیوں کے غور کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں:-

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ

یعنی کہہ دے اہل کتاب! تم اہل کتاب ہی نہیں تم میں سے نہ تو کوئی یہودی اپنے آپ کو حقیقتاً یہودی کہہ سکتا ہے اور نہ کوئی عیسائی اپنے آپ کو عیسائی کہہ سکتا ہے تا وقتیکہ تم اپنے اعتقاد کی بنیاد تورات اور انجیل کو نہ قرار دو۔ اور اس کے مطابق عمل نہ کرو!

---

۲ دوسری تقریر مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب بنگالی نے "سیرت رسول کریمؐ" کے موضوع پر کی آپ نے حضور صلعم کی زندگی کے بعض واقعات بیان کر کے سیرتِ طیبہ کے مختلف پہلو اجاگر کئے اور احمدیوں کو حضورؐ کا اسوۂ حسنہ اپنانے کی طرف توجہ دلائی۔

اس کے بعد مکرم بشیر افضل صاحب نیویارک نے "مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے" کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے فرمایا یہ حضرت مسیح موعودؑ کا بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے حضرت مسیحؑ کی وفات کا مسئلہ حل کیا

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم میجر عبدالحمید صاحب نے "اسلام میں خلافت" کے موضوع پر کی۔ آیت استخلاف سے اس کی اہمیت بتاتے ہوئے آپ نے کہا کہ یہ بابرکت نظام بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے سے دنیا میں قائم ہوا

ظہر و عصر کی نمازوں کے بعد دوسرا اجلاس ہوا صدارت مکرم عبدالعزیز صاحب پٹس برگ نے کی تلاوت منور احمد صاحب نے کی اور مکرم شکر الٰہی حسین صاحب نے "حضرت مسیح موعودؑ" پر تقریر کی۔ اس کے بعد یہ کنونشن ختم ہوئی۔

میں اس کنونشن میں شامل ہونے والے جملہ بھائی بہنوں۔ مہمانوں اور میزبانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو نوازے اور احمدیت کو ترقی بخشے۔ آمین۔

امریکی احمدیہ جماعتوں کی سالانہ کنونشن (بقیہ صفحہ اوّل)

اس اجلاس میں جماعت احمدیہ امریکہ کی تمام شاخوں کے کام کو زیر بحث لایا گیا ہر جماعت کی مشکلات۔ ان کی تدریجی ترقی، انکے تعلیمی، تربیتی، اصلاحی اور تبلیغی پروگرام پر بحث ہوئی موجودہ مشکلات کو دور کرنے اور آئندہ زیادہ جدوجہد، خلوص اور محنت سے کام کرنے پر زور دیا گیا۔ کارکنان کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی۔

۱۳ اگست بروز ہفتہ صبح دس بجے دوسرے دن کا پہلا اجلاس شروع ہوا جس کی صدارت مکرم صالح محمد الہ دین صاحب نے کی (جو پچھلے پانچ سال سے امریکہ میں اعلیٰ تعلیم کے لئے آئے ہوئے ہیں) شکاگو کے ایک دوست محمد ابراہیم صاحب نے تلاوتِ قرآن کریم کی۔ اس کے بعد صوفی عبدالغفور صاحب نے "قرآن کریم کی تعلیمات" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے لفظ قرآن کے معانی۔ اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے لفظ بلفظ الہامی ہونے کا ذکر قرآن کریم سے حوالے دے کر کیا۔ اسلام کے بنیادی عقاید، قرآن کریم پر ایمان لانے کے فوائد اور توحید پر زور دیا۔

اس کے بعد خاکسار نے "احادیث رسولؐ" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے حدیث کی تشریح، اسلام میں حدیث کا مقام، سنت اور حدیث میں فرق، اور احادیث کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم وغیرہ امور بیان کئے۔

تیسری تقریر مکرم ابوالکلام صاحب آف پٹس برگ نے "اسلام نے مجھے کیا دیا" کے موضوع پر کی۔ آپ نے اپنے قبولِ اسلام سے قبل کے اپنے عیسائی عقاید بیان کر کے بتایا کہ مجھے شروع ہی سے ان خلاف عقل عقاید پر محکم یقین نہ تھا۔ اور روحانی تشنگی کو بجھانے والے مذہب کی تلاش تھی۔ چنانچہ ۲۰ سال قبل جب میرے سامنے اسلام پیش کیا گیا تو مجھے اس میں صداقت نظر آئی۔ اور پھر جس رنگ میں احمدیت نے اسلام کو پیش کیا ہے اس سے اسلام کی خوبیوں کا علم بڑھا اور میں نے اسے قبول کر لیا۔ اور مجھے روحانی تسکین حاصل ہوئی۔

اس کے بعد سردار حمید احمد صاحب آف کینیڈا نے تقریر فرمائی۔ آپ کا موضوع تھا "کینیڈا میں اسلام کی ترقی کے مواقع" آپ نے کینیڈا میں عیسائیت کے غالب ہونے اور اس کے اثرات کا ذکر کیا اور بتایا کہ کینیڈا میں مختلف قوموں کے مختلف زبانیں بولنے والے افراد ہیں۔ نہ قومی زبان ہے اور نہ قومی روایات ہیں۔ ایسا ماحول اسلامی تعلیم کو پھیلانے کے لئے بہت عمدہ ہے۔ اور کینیڈا کے احمدی اپنی اس ذمہ داری کو محسوس کرتے ہیں۔ اور حسب حالات تبلیغ میں مصروف ہیں اور ایک نظام کے ماتحت کلبوں اور چرچوں، سوسائیٹیوں اور یونیورسٹیوں تک لٹریچر پہنچایا جاتا اور تبلیغ کی جاتی ہے۔ چنانچہ اسی کے نتیجہ میں ۱۹۶۱ء میں کینیڈا کی Toronto یونیورسٹی کے صدر نے کافی احمدیہ لٹریچر خرید کیا۔

اس کے بعد جناب خلیل محمود صاحب آف بوسٹن نے "جماعت احمدیہ" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے جماعت کے قیام اس کے اغراض و مقاصد اور حضرت مسیح موعودؑ کے مقام پر روشنی ڈالی اور جماعت کی تبلیغی سرگرمیاں بیان کیں۔ اور امریکہ میں اس جماعت کی آمد کا ذکر کیا اور امریکی احمدیوں کو ان کے تبلیغی فرض کی طرف متوجہ کیا۔

اس تقریر کے بعد ہفتہ کے روز کا پہلا اجلاس ختم ہوا ظہر و عصر کی نماز اور کھانے کے بعد دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ یہ اجلاس انصار اللہ، خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کی علیحدہ علیحدہ نشستوں پر مشتمل تھا۔ انصار اور خدام کی نشست کے صدر مکرم سید عبدالرحمٰن صاحب تھے۔ دونوں مجالس کے نمائندوں نے اپنے اپنے کاموں کی سالانہ رپورٹیں پیش کیں۔ مکرم احمد ریاض صاحب آف پٹس برگ صدر خدام الاحمدیہ امریکہ نے "خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں" پر تقریر کی اور نوجوانوں کو توجہ دلائی کہ اس ملک میں تبلیغ کا بوجھ اٹھانا ان کا فرض ہے۔

دوسری تقریر خدام الاحمدیہ کی طرف سے مکرم منیر احمد صاحب آف سینٹ لوئیس نے کی عنوان تھا "ابتدائے اسلام میں نوجوانوں کے کارنامے" آپ نے نوجوان ابتدائی مسلمانوں کے کارنامے بیان کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہم امریکہ میں کامیابی اور طاقت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بھی ویسی قربانیاں پیش کرنی ہوں گی۔

تیسری تقریر انصار اللہ کے ایک ممبر مکرم محمد صادق صاحب آف نیویارک نے کی۔ آپ کا موضوع تھا "اسلام میں قربانیوں کی روح" آپ نے فرمایا انصار اللہ پر دوہری ذمہ داری ہے نوجوانوں اور اولادوں کی اصلاح کرنا اور اپنے آپ کو مضبوط بنا کر جماعتی ذمہ داریاں ادا کرنا۔ لہٰذا ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے قربانیوں کی روح کو ہمیشہ تازہ رکھنا چاہیئے۔ اس کے بعد انصار اور خدام کے انتخابات ہوئے۔

لجنہ اماء اللہ کی نشست میں گذشتہ سال کے کام کی رپورٹ پیش ہوئی اور آئندہ سال کے لئے لائحہ عمل بنایا گیا اور انتخابات ہوئے۔

جلسے کے آخری دن کا پہلا اجلاس زیر صدارت مکرم رشید احمد صاحب امریکن ہیڈ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم منور احمد صاحب نے کی اور خاکسار نے امریکہ مشن کی گذشتہ ایک سال کی رپورٹ پیش کی۔ جو بجٹ سے متعلق تھی۔ اس کے بعد دوسری جماعتوں کے صدر صاحبان نے اپنی اپنی سالانہ رپورٹیں پیش کیں۔ جس سے یہ اندازہ ہوا کہ سب جماعتوں کی مالی پوزیشن اور تعلیمی و تبلیغی رفتار ترقی کیا ہے۔ اس کے بعد مکرم احمد شہید صاحب نے "اسلام اور امن" کے موضوع پر تقریر کی۔

(باقی اسی صفحہ کے کالم ۲ پر) ۲

قرآنِ کریم اور حالاتِ حاضرہ

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

گذشتہ دنوں مسلم پرسنل لا میں رد و بدل کرنے کے لئے ایک تحریک بڑے زور سے اٹھی تھی۔ جس کے خلاف ہندوستانی مسلمانوں نے اپنی آواز بلند کی اور حکومت اس قسم کے ارادہ سے باز آگئی۔ اور اس نے اس امر کے متعلق واضح اعلان کر دیا کہ وہ اب اس قسم کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ اس کے باوجود اب بعض انگریزی اخبارات میں بعض نادان مسلمانوں کی طرف سے پھر سے اس سوال کو اٹھایا گیا ہے اور مسلم پرسنل لا کی بجائے قرآن کریم کے متعلق یہ آواز اٹھائی گئی ہے کہ اس کے قوانین میں رد و بدل اور ترمیم کی ضرورت ہے۔ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کوئی ایسا شخص ہے جو نہایت ہی پست ذہنیت کا مالک ہے۔ وہ کسی خاص مصلحت یا ماحول سے متاثر ہونے کی وجہ سے مرعوب ہو کر اپنی قوم کی متفقہ آواز کے خلاف آواز اٹھا کر دشمنان اسلام کو خوش کرنا چاہتا ہے۔ ایسی ذہنیتوں کی کوئی کمی نہیں۔ نو تعلیم یافتہ گروہ میں سے مغرب زدہ طبقہ جو ہر قسم کی مادر پدر آزادی کا خواہشمند ہے اپنی جھوٹی آرزوؤں کا سہارا لیا کرتا ہے مگر ہم اسے یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ وہ قرآن کریم کی حقیقت سے بکلی ناواقف ہے اس نے دراصل قرآن کریم کو کبھی اس نظر سے دیکھا ہی نہیں۔ جس نظر سے وہ دیکھے جانے کا اہل ہے قرآن کریم کا دعوٰی ہے کہ وہ ساری دنیا کی نوع انسان کی ہدایت کا سامان لے کر آیا ہے۔ اور کوئی زمانہ ایسا نہیں آسکتا جب کہ اس کے اصول و قوانین ضرورت زمانہ کا ساتھ نہ دے سکیں وہ ہمیشہ کے لئے جملہ ضروریات انسانی کے لئے کامل ہدایت ہے۔ اور یہ ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کا ثبوت دینا مشکل ہے۔ موجودہ زمانہ جو اپنے فلسفہ اور علوم جدیدہ کے لحاظ سے ترقی یافتہ زمانہ ہے قرآن کریم کے اصولوں کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا۔ وہ بدلتے ہوئے حالات میں بھی اپنے اندر ایسی اہمیت رکھتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس زمانہ کے اعلیٰ علمی طبقہ کو بھی اپیل کرتا ہے بڑے بڑے مخالف محققین بھی اس کا لوہا ماننے کے لئے تیار ہیں۔ میں اس امر کے ثبوت کے لئے موجودہ صدی کے مشہور عالم مصنف جارج برنارڈ شا کی شہادت پیش کرتا ہوں وہ اس امر کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"مجھے یقین ہے کہ ساری برطانوی سلطنت ایک قسم کا اصلاح شدہ اسلام اس صدی کے اختتام پر قبول کرے گی۔ میں نے محمد کے دین کو ہمیشہ ہی بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ میرے نزدیک یہی مذہب بدلتے ہوئے زمانۂ حیات کے مقابل پر ایسی اہلیت رکھتا ہے جس کی وجہ سے یہ ہر زمانہ کے لوگوں کو اپیل کرتا ہے دنیا کو میرے جیسے بڑے آدمیوں کی پیشگوئیوں کو یقیناً بڑی وقعت دینی چاہیئے۔ اور میں نے یہ پیشگوئی کی ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کا دین جیسا کہ آجکل یورپ میں قبول کیا جا رہا ہے۔ ویسا ہی کل بھی قبول کیا جائے گا۔ قرون وسطیٰ کے پادریوں نے یا تو جہالت کی وجہ سے یا تعصب کی بنا پر محمد کے دین کی نہایت تاریک تصویر کھینچی تھی۔ فی الحقیقت انہیں محمد اور اس کے مذہب سے نفرت کرنے کی ٹریننگ دی گئی تھی ان کے نزدیک محمد یسوع کا دشمن تھا۔ لیکن میں نے اس عظیم شخصیت کا مطالعہ کیا ہے۔ میری رائے میں وہ ہرگز یہ کہ دشمن مسیح نہ تھے بلکہ وہ انسانیت کے نجات دہندہ تھے میرا ایمان ہے کہ اگر موجودہ زمانہ میں محمد جیسا انسان دنیا کا ڈکٹیٹر بن جائے تو وہ ہمارے زمانہ کی مشکلات کا ایسا حل تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائے گا جس کے نتیجہ میں حقیقی مسرت اور امن حاصل ہو جائے۔ اب یورپ محمد کے مذہب کے اصولوں کو سمجھنے لگا ہے۔ اور آئندہ صدی میں یورپ اس بات کو اور زیادہ تسلیم کرے گا کہ اسلام کے اصول اس کی الجھنوں کو حل کر سکتے ہیں۔ میری پیشگوئی کو ان حقائق کے ماتحت سمجھنا چاہیئے۔ موجودہ وقت میں بھی میری قوم کے اور یورپ کے کئی لوگ اسلام کو اختیار کر چکے ہیں اور کہا جا سکتا ہے کہ یورپ کے اسلامی بننے کا آغاز ہو چکا ہے۔"

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ دنیا کے غیر متعصب محققین قرآن کریم اور اسلام اور اس کے مستقبل کو کس وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی مذہب موجودہ زمانہ کے پیش آمدہ مسائل میں کام آسکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہے۔ پس جب کہ غیر مسلم محقق اس کی صداقت اور حقیقت سے اس قدر مرعوب ہو رہے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ایک مسلمان قرآن کریم کے خلاف کئے جانے والے پروپیگنڈا سے مرعوب ہو۔ اگر کوئی مسلمان ایسی حرکت کرتا ہے تو اس کے متعلق یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ اپنی نادانی اور جہالت سے ایسا کر رہا ہے۔ یا پھر وہ اغیار کے پیدا کردہ حالات اور پروپیگنڈا سے مرعوب ہے۔ یا پھر کسی لالچ میں آکر وہ ایسی حرکت کا مرتکب ہو رہا ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ علمی طبقہ میں سے ایک گروہ جس کے متعلق یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ قرآن کریم کی عداوت میں پیش پیش ہو سکتا ہے وہ تو قرآن کریم کی حقانیت کو بچشم خود ملاحظہ کر کے اس کے کامیاب مستقبل کے متعلق پیشگوئیاں کر رہا ہے اور گھر کا آدمی اس کی حقیقت سے نابلد محض ہے یقیناً ایسے شخص کی پشت پر کوئی خاص مقصد یا حالات سوار ہیں۔ جو اسے دھکیل کر ایسے گڑھے میں گرانا چاہتے ہیں۔ پس ایسے شخص کی آواز کو کوئی وقعت حاصل نہیں۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں دوبارہ آئیں یا نہ آئیں، خدا تعالےٰ نے ان کے قائمقام کو ان کے روپ میں کھڑا کر کے اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے محمد صلعم کے دین کو تمام روئے زمین پر غالب کر دیا جائے گا۔ بیشک اسلام میں ڈکٹیٹر شپ نہیں مگر محمد صلعم کے نائب کا نائب جو کہ اس وقت اسلام پر زندہ اتھارٹی ہے بنفس نفیس موجود ہے یعنی حضرت امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جو اس فرض کو سرانجام دے رہا ہے۔ انہوں نے دنیا کو دکھایا ہے کہ اسلام میں موجودہ عالمی مشکلات کا حل مضمر ہے۔ وہ انسانی درخت کی تمام شاخوں کی آبپاشی کر سکتا ہے۔ اس میں تمام انفرادی اجتماعی اور بین الاقوامی صداقتیں اور اعلےٰ قوانین موجود ہیں جن کو اختیار کر کے ہی دنیا میں حقیقی امن و سلامتی قائم ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی مدعی ایسا دعوٰی رکھتا ہے کہ اس کے قوانین میں رد و بدل اور ترمیم کی ضرورت ہے یا یہ کہ کوئی ایسی صداقتیں بھی ہیں جو قرآن کریم میں موجود نہیں تو وہ اپنا یہ دعوٰی ہمارے امام کے سامنے پیش کرے۔ اسے اپنے دعوٰی کا کھوکھلا پن معلوم ہو جائیگا۔ ہم اسے کھلے لفظوں میں یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ اس کا ایسا دعوٰی سوائے لاف زنی کے کوئی حقیقت نہیں رکھتا قرآن کریم کا دنیا کو یہ چیلنج ہے کہ وہ کامل کتاب ہے۔ اور اس کا یہ کمال ہمیشہ کیلئے ہے۔

بھدرواہ کشمیر کا تبلیغی و تربیتی دورہ

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ مدراس

علاقہ پونچھ کی جماعتوں کے دورہ سے فارغ ہو کر مکرم مولانا محمد سلیم صاحب فاضل امیر وفد اور خاکسار ۶ر اکتوبر کی شب کو جموں پہنچے۔ حسب پروگرام جس کی اطلاع بذریعہ تار جماعت بھدرواہ کو دی جا چکی تھی ۷ر اکتوبر کی صبح کو جموں سے بذریعہ بس روانہ ہو کر رات ۸ بجے بھدرواہ پہنچ گئے۔ لاری کے اڈہ پر احباب جماعت استقبال کے لئے موجود تھے۔ ہمارے قیام کا انتظام جناب عبدالرحمٰن خان صاحب کے مکان پر کیا گیا

بازار سیری میں جلسہ

جماعت احمدیہ بھدرواہ نے بڑے بازار کے چوک میں جو بازار سیری کے نام سے مشہور ہے ۸ر اکتوبر کو جلسہ عام کا انتظام کیا ہوا تھا۔ ایک شاندار اسٹیج تیار تھا۔ جلسہ کی منادی کے علاوہ دعوتی کارڈ بھی تقسیم کئے گئے تھے۔ ۶ بجے شام یہ جلسہ زیر صدارت محترم مولانا محمد سلیم صاحب شروع ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد صدر جلسہ نے جلسہ کے اغراض و مقاصد بیان کئے اس کے بعد خاکسار نے قومی یکجہتی پر تقریباً ایک گھنٹہ تقریر کی۔ اسلام اور احمدیت کی تعلیمات کی روشنی میں بیان کیا کہ ہندوستان میں قومی یکجہتی تبھی پیدا ہو سکتی ہے جب تمام اہل مذاہب ایک دوسرے کے بزرگوں اوتاروں مذہبی کتابوں اور مذہبی استھانوں کی دلی طور پر عزت و تکریم کریں۔ اور سب کو مذہبی آزادی دی جائے۔ اور اقلیتوں کے حقوق کی اکثریت حفاظت کرے۔ ہندوستان کی آزادی کا تقاضا یہ ہے کہ ہندوستان میں سب قوموں میں اتحاد و اتفاق ہو۔ جلسہ میں شہر کے ہر معزز طبقے کے افراد شامل تھے

دوسرا جلسہ

۹ر اکتوبر کی شام کو بھی اسی مقام پر جلسہ منعقد ہوا۔ جس کی صدارت کے فرائض خاکسار نے انجام دئے۔ اور محترم مولانا محمد سلیم صاحب نے شرح و بسط کے ساتھ قریباً ۱½ گھنٹہ احمدیت کے مسائل پر دلآویز پیرایہ میں تقریر فرمائی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل و براہین کو پیش فرمایا۔ مولانا موصوف کی تقریر سے قبل خاکسار نے ماسٹر عبدالحکیم صاحب غیر مبائع کے چند سوالات کے جوابات دئے۔

درس و تدریس

مسجد احمدیہ بھدرواہ میں ۸ تا ۱۰ر اکتوبر تین روز بعد نماز فجر خاکسار درس دیتا رہا جس میں احباب کو تبلیغی و تربیتی ذمہ داریاں بتائیں دوران قیام بھدرواہ مسلم و غیر مسلم دوست ملاقات اور تبادلۂ خیالات کے لئے آتے رہے۔

بھدرواہ کے احباب جماعت نے ہمارے آرام و آسائش کا ہر طرح خیال رکھا اور بہت خلوص و محبت کا مظاہرہ کیا۔ جزاہم اللہ تعالیٰ

۱۰ر اکتوبر کی صبح کو حسب پروگرام ہم جموں کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور ۱۱ر کو جموں سے روانہ ہو کر اسی شام کے ۷ بجے قادیان پہنچے۔ الحمد للہ۔

مرکزی چندوں کی رفتار کو تیز کرنے کی ضرورت ہے

احیائے اسلام کا جو عظیم الشان کام اس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جماعتِ احمدیہ کے سپرد ہوا ہے اسے کما حقہٗ پورا کرنے کے لئے ہمیں اپنی جماعتی جدوجہد اور کوشش کو تیز تر کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جو قوم وقت کے تقاضوں کے مطابق اپنی قربانی اور ایثار کے اعلیٰ معیار کا ثبوت نہیں دیتی وہ اپنے مقصد میں جلد کامیاب نہیں ہو سکتی۔ نیز جلد ترقی کی بجائے مشکلات اور ابتلاؤں کا زمانہ اس پر لمبا ہوتا چلا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ روحانی جماعتوں کو دشمن کی شرارت اور منافقین کی غداری اتنا نقصان نہیں پہنچاتی جتنا کہ مخلصین جماعت کی اپنی ذمہ داریوں سے غفلت اور لاپرواہی سے جماعتی ترقی کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ پس اگر تمام مخلصین اپنی جماعتی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر محسوس کرتے ہوئے اپنی قربانی کو انتہا تک پہنچا دیں تو پھر جو کمی رہ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کمی کو پورا کر کے جماعتی ترقی کے لئے غیر معمولی راہوں کو کشادہ فرما دے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

دوسری بات جو خاص طور پر محتاجِ توجہ ہے وہ بقایا کی وصولی پر خاص زور کی ضرورت ہے۔ اگر بقایا جات کی وصولی پر زور نہ دیا جائے تو سالِ رواں کے بجٹ کی وصولی بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ جب افرادِ جماعت کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ ان سے سابقہ بقایا کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ تو وہ آئندہ بھی چندوں کی ادائیگی میں سستی برت کر خود اپنے لئے ایمانی کمزوری کا سامان مہیا کر لیتے ہیں۔

اسی طرح بعض جماعتوں کے عہدیدار بھی اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ جس وقت وہ کسی شخص کے متعلق یہ تحریر کر دیں کہ وہ نادہندہ ہے تو اس کا نام بجٹ سے فوراً کاٹ دیا جائے۔ یہ طریق کار بھی حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کے ماتحت قابلِ تسلیم نہیں سمجھا جا سکتا۔ بلکہ جب تک کوئی شخص جماعتِ احمدیہ میں داخل ہے جماعتی نظام کے ماتحت اس سے مالی قربانی کا مطالبہ کیا جائیگا اور جب تک کوئی جماعت ایسے نادہندوں پر وصولی کی ہر ممکن کوشش کر کے اور پوری حجت کرنے کے بعد ایسے شخص کا معاملہ باضابطہ طور پر مرکز میں پیش کر کے تعزیری کارروائی مکمل نہیں کروا لیتی اس وقت تک کسی شخص کا نام بجٹ سے کاٹنا جائز نہیں۔ اور اس معاملہ پر یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ تعزیری کارروائی کرنے سے قبل جماعت کے عہدیدار اور مخلصین اپنے کمزور ساتھیوں کو ساتھ چلنے پر آمادہ کریں اور ان کی سستی کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اگر ہندوستان کے تمام مخلصین جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات پر عمل پیرا ہو کر مالی قربانیوں کے لئے ایثار اور جدوجہد کا اعلیٰ نمونہ پیش کریں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے بجٹ آمد لازمی چندہ جات میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکتا ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعت کے مخلصین پوری فکرمندی کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے ادائیگی اور بقایا کی طرف متوجہ ہوں۔ اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے مقدس عہد کو پورا کرنے والے بنیں۔

موجودہ مالی سال کے چھ ماہ گذر چکے ہیں لیکن متوقع نسبتی بجٹ کے مقابل پر وصولی کی پوزیشن تسلی بخش نہیں ہے۔ اس لئے توقع کی جاتی ہے کہ تمام جماعتوں کے عہدیدار اور احباب کرام اپنے جماعتی چندوں کا جائزہ لے کر موجودہ کمی کو پورا کرنے کی طرف فوری توجہ فرما کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے۔

اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت اور عہدیداران کے ساتھ ہو۔ آمین

ناظر بیت المال قادیان

نصرت گرلز سکول قادیان کیلئے B.A.B.T. ہیڈ مسٹرس کی ضرورت

تقسیم ملک کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان نے جب نصرت گرلز اسکول کو از سر نو قائم کیا تو اس کے لئے استانیوں کی ضرورت ان حالات میں ایک ایسا مسئلہ تھا جس کا حل کرنا نہایت دشوار تھا۔ تاہم صدر انجمن احمدیہ اور نظارت تعلیم نے بہ ہزار مصائب مدرسہ مذکورہ کے لئے استانیاں فراہم کیں لیکن ان میں سے اکثر استانیاں ان ٹرینڈ تھیں۔ جنہوں نے بڑی محنت و جانفشانی کے ساتھ فرائض کی ادائیگی کی۔ لیکن جب تین چار سال قبل محکمہ تعلیم نے مدرسہ کی مستقل منظوری کے لئے یہ پابندی عاید کر دی کہ مدرسہ میں ٹرینڈ استانیاں تعلیم دیں تو نظارت تعلیم کو پھر اس سلسلہ میں تگ و دو کرنی پڑی اور گذشتہ تین چار سال میں اس کمی کو بھی کسی قدر پورا کیا مگر ہیڈ مسٹریس کے عہدہ کے لئے نظارت تعلیم ہنوز کوشاں ہے۔ اور اس کے لئے اب تک کوئی مناسب استانی نہیں مل سکی۔ لہٰذا جماعتہائے ہندوستان کی بی اے بی ٹی بہنوں سے درخواست ہے کہ وہ مرکز کی اس اہم ضرورت کی تکمیل کے لئے اپنی خدمات پیش کر کے ثواب حاصل کریں۔ تنخواہ کا سکیل گورنمنٹ گریڈ کے مطابق ہوگا۔ مقامی امیر یا صدر کے توسط سے درخواستیں نظارت ہذا کو ارسال کریں

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

آپ آسان طریق اختیار فرمائیں

بعض موصی احباب کی خدمت میں جب یہ لکھا جاتا ہے کہ آپ اپنا حصہ جائداد بھی وصیت ادا کر کے ممنون فرمائیں تو وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ ابھی مالی تنگی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ حصہ جائداد سارے کا سارا یکمشت ادا کرنا ضروری ہے۔ حالانکہ یکمشت ادائیگی ضروری نہیں ہے۔ یعنی جسے اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہو اور مالی فراخی ہو وہ تو یکمشت ادا کریں۔ [illegible] موصی قسط وار ادائیگی شروع کر دیں۔ اور اپنی اپنی حیثیت اور گنجائش کے مطابق ماہوار [illegible] بھجواتے رہیں۔ اس سے انہیں سہولت رہے گی۔

مثال کے طور پر جس شخص کی وصیت پر پندرہ سال گذر چکے ہیں وہ اگر [illegible] بھی ادا کرتے تو پندرہ سالوں میں ۹۰۰/- روپے ادا ہو جاتے جو [illegible] کا حصہ ہوتا۔ اسی طرح تھوڑی جائدادوں والے موصی تھوڑا [illegible] کر سکتے ہیں۔

ہمارا یہ تجربہ ہے کہ جو موصی یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی وفات کے بعد ان کے ورثاء حصہ جائداد ادا کر دیں گے وہ ایک غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ سوائے چند مستثنیات کے اکثر ایسا ہوا ہے کہ موصی کی وفات کے بعد پندرہ پندرہ بیس بیس سال تک مرحوم کے ورثاء سے خط و کتابت کرنی پڑی ہے۔ اور حصہ جائداد ادا نہ ہونے کے باعث مرحوم کی نعش بہشتی مقبرہ میں نہ پہنچ سکی یا کتبہ یادگاری نہ لگ سکا۔ ورثاء اپنا حق لینے میں تو جلدی کرتے ہیں لیکن فرض ادا کرنے میں تاخیر کر دیتے ہیں۔

پس احتیاط اور فرض شناسی یہی ہے کہ آپ اپنا فرض خود ادا کر کے سبکدوش اور مطمئن ہو جائیں۔ اور اس کے لئے بہتر طریق یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو توفیق دی ہوئی ہے تو یکمشت ادائیگی کر دیں۔ ورنہ قسط وار ادائیگی شروع کر دیں۔

اس وقت خاص طور پر صدر انجمن احمدیہ کو روپیہ کی ضرورت ہے کیونکہ اس نے گورنمنٹ کو محلہ احمدیہ کی جائدادوں کی قیمت ادا کرنی ہے۔ جو دوست اس وقت فوری طور پر ادائیگی فرما سکیں انہیں دوہرا ثواب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق بخشے۔ آمین

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

پروگرام دورہ مولوی محمد ولی الدین صاحب انسپکٹر بیت المال

جماعت ہائے احمدیہ بہار از ۶۳/۱۰/۲۷ تا ۶۳/۱۲/۶

جملہ جماعت ہائے احمدیہ بہار کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی محمد ولی الدین صاحب انسپکٹر بیت المال مورخہ ۶۳/۱۰/۲۷ تا ۶۳/۱۲/۶ بغرض پڑتال حسابات اور وصولی چندہ جات وغیرہ دورہ کر رہے ہیں۔ جملہ عہدیداران متعلقہ جماعتہائے احمدیہ سے توقع ہے کہ اس سلسلہ میں مکرم انسپکٹر صاحب موصوف سے کما حقہٗ تعاون فرمائیں گے

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام	تاریخ روانگی	کیفیت
۱	کلکتہ	-	-	۲۷-۱۰-۶۳	
۲	سہو بھنڈار	۲۸-۱۰-۶۳	ایک یوم	۲۹-۱۰-۶۳	
۳	موسبنی مائنز	۲۹-۱۰-۶۳	۳	۱-۱۱-۶۳	
۴	جمشید پور	۲-۱۱-۶۳	۳	۵-۱۱-۶۳	
۵	رانچی	۶-۱۱-۶۳	۲	۸-۱۱-۶۳	
۶	ارد	۸-۱۱-۶۳	۲	۱۰-۱۱-۶۳	
۷	برہ پورہ	۱۱-۱۱-۶۳	۲	۱۳-۱۱-۶۳	
۸	بھاگلپور	۱۳-۱۱-۶۳	۳	۱۶-۱۱-۶۳	
۹	خان پور ملکی	۱۷-۱۱-۶۳	۳	۲۰-۱۱-۶۳	
۱۰	بلاری	۲۰-۱۱-۶۳	۲	۲۲-۱۱-۶۳	
۱۱	اورین	۲۳-۱۱-۶۳	۱	۲۴-۱۱-۶۳	
۱۲	مونگھیر	۲۴-۱۱-۶۳	۳	۲۷-۱۱-۶۳	
۱۳	مظفرپور	۲۸-۱۱-۶۳	۳	۱-۱۲-۶۳	
۱۴	پٹنہ	۲-۱۲-۶۳	[illegible]	۴-۱۲-۶۳	
۱۵	آرہ	۴-۱۲-۶۳	۲	۶-۱۲-۶۳	

خبریں

جے پور۔ ۶ر نومبر۔ آج صبح آل انڈیا کانگریس کمیٹی نے نظریہ اور پالیسی پر مشتمل بیان کے مسودہ پر غور کیا جس پر بحث بعد دوپہر تک جاری رہی۔ اسے جمہوریت اور سوشلزم کا نام دیا گیا ہے۔ اس میں کانگرس کا نظریہ جمہوریت فرد کے وقار اور سماجی انصاف پر مبنی جمہوری سوشلزم کو قرار دیا گیا ہے۔

جے پور۔ ۶ر نومبر۔ آل انڈیا کانگرس کمیٹی نے آج بین الاقوامی امور کے متعلق ایک ریزولیشن اتفاق رائے سے منظور کر لیا جس میں عدم وابستگی اور پرامن ہم وجودیت پر اعتقاد کا اعادہ کیا گیا ہے۔ اور قوم سے کہا گیا ہے کہ وہ چین اور پاکستان کی جارحیت کو روکنے اور اسے ناکام بنانے کے لئے تیار رہو جائے۔ بحث کا جواب دیتے ہوئے شری نہرو نے کہا کہ چین کے حملہ کے باوجود بھارت کی دھڑوں سے الگ رہنے کی پالیسی کامیاب رہی ہے۔ اگر بھارت کسی دھڑے میں شامل ہوتا تو پڑوسیوں کے ساتھ لڑائی بڑی جنگ بن جاتی۔ بھارت چین سے پرامن سمجھوتہ کا خواہاں ہے۔ مگر چین کو پرامن سمجھوتہ پسند نہیں وہ تو مسلح انقلاب اور لڑائی میں یقین رکھتا ہے۔

ضروری اعلان

اکثر جماعتوں کے سیکرٹریانِ امور عامہ کی طرف سے ایک عرصہ سے کارگزاری کی کوئی رپورٹ موصول نہیں ہو رہی جس سے مرکز کو ان کے مقامی حالات کا کوئی علم نہیں ہو سکتا اور نہ ہی سیکرٹریانِ امور عامہ کی کوئی کارگزاری ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ اور یہ ایک بہت بڑا نقص ہے جس کی تلافی از حد ضروری ہے۔ سیکرٹریانِ امور عامہ اپنی ذمہ داریوں کا صحیح احساس پیدا کرتے ہوئے اس کا عملی ثبوت دیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

نہایت ضروری تصحیح بابت مباہلہ بھدرک

"مباہلہ سونگڑہ اور اس کے اہم نتائج" کے عنوان سے اخبار بدر مورخہ ۲۴ر اکتوبر ۱۹۶۳ء جلد ۱۲ شمارہ ۴۱ میں جو قسط شائع ہوئی ہے اس میں صفحہ ۹ کالم ۲ میں مندرجہ ذیل عبارت غلط درج ہوئی ہے:-

"ناظرین! ۲۵ر مارچ ۱۹۶۳ء کو سرزمین سونگڑہ میں مباہلہ ہوا اور یہ منگل کا دن تھا اور ۵ر مارچ ۱۹۶۳ء کو مولوی حبیب الرحمٰن صاحب بذریعہ باڈی وارنٹ گرفتار کئے گئے یہ بھی منگل ہی کا دن تھا"

اس کی بجائے درست یہ ہے کہ ۳۰ر جنوری ۱۹۶۳ء جس دن مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نے سونگڑہ کے پولیس سب انسپکٹر کے روبرو مباہلہ کی بات چیت طے کی تھی اور فریقین میں تحریری معاہدہ ہوا تھا وہ منگل کا دن تھا اور ۵ر مارچ ۱۹۶۳ء جس دن مولوی حبیب الرحمٰن صاحب گرفتار کئے گئے وہ بھی منگل کا ہی دن تھا۔

اسی طرح مباہلہ جس ماہ ہوا تھا وہ مارچ کا مہینہ تھا۔ اور مولوی حبیب الرحمٰن صاحب باڈی وارنٹ کے تحت جس ماہ گرفتار کئے گئے وہ بھی مارچ کا مہینہ تھا۔ مباہلہ ۵ر مارچ ۱۹۶۲ء کو ہوا تھا۔ اور ان کی گرفتاری بذریعہ باڈی وارنٹ ۵ر مارچ ۱۹۶۳ء کو ہوئی۔

احباب تصحیح فرمالیں
خاکسار ہارون رشید احمدی نائب صدر
جماعت احمدیہ بھدرک۔ اڑیسہ

مہجے واڑہ۔ ۶ر نومبر۔ سوتنتر پارٹی کے لیڈر شری راجگوپال اچاریہ نے ایک پبلک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا ہے کہ دنیا کے کسی ملک میں اس قدر بھاری ٹیکس نہیں لگے جتنے کہ بھارت کے لوگوں پر لگے ہوئے ہیں۔ آپ نے ضروری اشیاء کی بڑھی ہوئی قیمتوں کی وجہ بھاری ٹیکس اور غیر ممالک سے لئے گئے بھاری قرضے قرار دی۔

کراچی۔ ۶ر نومبر۔ پاکستان کے صدر ایوب نے آج نواب شاہ سندھ میں سوال وجواب کے جلسہ میں دھمکی دی کہ ہو سکتا ہے کہ بھارت اور پاکستان کے تعلقات جو پہلے ہی کشیدہ ہیں اور خراب ہو جائیں

کھٹمنڈو۔ ۶ر نومبر۔ بھارت کے راشٹرپتی ڈاکٹر رادھاکرشنن آج جب نیپال کے چار روزہ دورہ پر یہاں پہنچے تو ان کا شاندار استقبال کیا گیا۔ ۲۱ توپوں کی سلامی دی گئی اور شاہ مہندر نے پھولوں کا ہار پہنایا

جے پور۔ ۶ر نومبر۔ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے اجلاس میں سابق وزیر دفاع کرشنا مینن نے خارجہ پالیسی کے پرستاؤ کے حق میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ بھارت کی خارجہ پالیسی کی وجہ سے ہی آج چین باقی ساری دنیا سے کٹ گیا ہے۔ اور البانیہ ایک واحد ملک ہے جو اس کا ساتھ دے رہا ہے۔

لائبریری کی تکمیل کیلئے سنہری موقعہ

یکصد روپیہ سے زائد آرڈر پر پچاس فیصد کمیشن اور ریلوے کرایہ معاف

خاکسار نے صدر انجمن احمدیہ قادیان سے تمام سٹاک کتب بکڈپو خرید کر اس پر مزید کافی محنت اور خرچ کر کے درست کر لیا ہے۔ بکڈپو جماعت احمدیہ کا پرانا اور سب سے بڑا کتب خانہ ہے اور اس میں ایسی کتب کی کثرت ہے جو اب عام طور پر نایاب ہو چکی ہیں۔ اور پھر ان کے دوبارہ شائع ہونے کی بظاہر بہت کم امید ہے۔ مگر افادیت کے لحاظ سے کوئی احمدیہ لائبریری ان کتب کے بغیر مکمل نہیں کہلا سکتی۔ لہٰذا اعلان کیا جاتا ہے کہ لائبریریاں مکمل کرنے والی جماعتیں اور احباب ہماری خدمات حاصل کریں۔ نیز سٹاک بکڈپو کی فہرست مفت طلب کریں۔

نوٹ:- ۱۔ ایک سو روپے سے زیادہ مالیت کے نقد آرڈر پر پچاس فیصد کمیشن اور ریلوے کرایہ معاف

۲۔ پچیس روپے سے ایک سو روپے تک کے نقد آرڈر پر پچیس فیصد کمیشن اور ریلوے کرایہ معاف

۳۔ دس روپے سے پچیس روپے تک کے نقد آرڈر پر ۱۲/ کمیشن۔

۴۔ ربوہ یا باہر سے منگوائی ہوئی کتب پر کوئی رعایت نہ ہوگی۔

۵۔ خط وکتابت کرتے وقت اپنا ایڈریس صاف اور خوشخط تحریر فرمائیں۔

المعلن
عبد العظیم پروپرائٹر احمدیہ بک ڈپو۔ قادیان مشرقی پنجاب

اداریہ — بقیہ صفحہ ۲

تو خود بھارت واسیوں کو بھی اسلام سے کما حقہٗ واقف و آگاہ رہنا چاہیئے۔ جو باہمی تعلقات کی خوشگواری اور پائداری کا موجب ہوگا اس لئے نہایت ادب واحترام کے ساتھ ہم اپنے ہم وطنوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ بھی قرآن کریم پڑھیں اور براہ راست اس کے پرلطف مضامین سے آگاہ ہوں اور بذاتِ خود دیکھیں کہ وہ کتاب جس نے دنیا کی ایک بڑی تعداد کو اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے کس قسم کے مضامین پر مشتمل ہے۔ اور عملی لحاظ سے اس کی تاثیرات کا دائرہ کس قدر وسیع ہے!!

درخواست ہائے دعا

۱۔ میری اہلیہ کافی عرصہ سے بیمار اور کمزور چلی آ رہی ہے احباب سے درخواست ہے کہ صحتِ کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرماویں
خاکسار چودھری سعید احمد بی اے آنرز قادیان

۲۔ خاکسار کے والدین ایک مدت سے بیمار ہیں ان کی صحتیابی کے لئے دعا فرمائی جائے۔ نیز خاکسار کے بعض عزیز مختلف امتحانات کی تیاری کر رہے ہیں ان کی اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا فرمائی جائے۔

- نیز دعا فرمائی جائے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے اور ہماری ہر قسم کی مشکلات دور فرمائے
خاکسار محمد شمس الحق پنگال اڑیسہ

۳۔ میری بڑی لڑکی راشدہ بیگم کی شادی پاکستان میں ۶۔۷ر دسمبر کو ہو رہی ہے میں خود اس وقت پاسپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے وہاں پہنچ نہیں سکتی اور طبعاً فکرمند ہوں سب بھائی بہنیں دعا فرماویں کہ شادی کا یہ مرحلہ خیر وخوبی سے انجام پائے۔ اور یہ تعلق جانبین کے لئے باعثِ برکت ہو۔
خورشید جہاں بیگم بھوپالی مونگھیر

۴۔ میرا بھانجا عزیز فضل احمد ان دنوں چٹاگانگ میں سخت بیمار ہے۔ مرض تشویشناک ہے۔ عزیز کے والدین اور ہم سب گھبرائے ہوئے ہیں۔ جملہ احباب سے عزیز کی صحتِ کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے
خاکسار سید حمید الدین احمد۔ جمشید پور